بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

راہ قربت

امام عصر عجل اللہ فرجہ الشریف

ترجمۂ کتاب

آشتی با امام عصر علیہ السلام

مصنف

ڈاکٹر علی ہراتیان

نام کتاب	:	راہ قربت امام عصر علیہ السلام (آشتی با امام عصر (ع)
مصنف	:	ڈاکٹر علی ہراتیان
ترجمہ و تلخیص	:	سید لیاقت علی پکھناری
تصحیح اول و نظر ثانی	:	سید شہریار حسین عابدی
تصحیح دوم	:	سید محمد ذکی حسن
ناشر	:	الزہراؑ پبلیکیشن
سن اشاعت	:	۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۰۱۲ء
تعداد	:	۱۰۰۰
قیمت	:	۵۰/روپئے
ملنے کا پتہ	:	پوسٹ باکس نمبر ۱۷۳۴۴، ممبئی ۴۰۰۰۰۳۔

عرض مترجم

ترجمہ کرنا کتنا سخت مرحلہ ہے اس سے وہی افراد واقف ہیں جو اس سے وابستہ ہیں۔

ترجمۂ حاضر کیسا ہے؟ کیا ہے؟ اس کا فیصلہ میں ناقدین ذوی الاحترام پر نہیں ڈال سکتا کیونکہ مجھے اپنی بے بضاعتی کا بھرپور احساس ہے، یہ تو بس فقیر کا کشکول ہے جو امیر علم کے در پر مانگنے کا ڈھنگ سیکھ رہا ہے۔

میں مشکور ہوں اپنے تمام دوست و احباب کا جنکی کاوشوں سے یہ کتاب عالم ظہور میں آرہی ہے اور اس رب کریم کا شکریہ جس نے مجھ جیسے کم علم اور گنہگار کو اپنے ولی کے کام کے لئے منتخب فرمایا (البتہ اس کے شکر کا حق ادا کرنا محال ہے)۔

فقط والسلام

سید لیاقت علی

ہدیہ

عمۂ بزرگوار امام زمان ارواحنا فداہ، دختر علیا مقام باب الحوائج
حضرت موسی بن جعفر علیہ السلام، خواہر مکرم حضرت ثامن الحجج
امام علی بن موسیٰ الرّضا علیہما السلام،
کریمہ اہل بیت علیہم السلام
حضرت فاطمہ معصومۂ قم علیہا السلام
کی مقدس بارگاہ میں۔

فہرست

مقدمہ

ولایتِ امام زمانہ علیہ السلام ایک لا محدود او قیانوس ہے جس میں ہر شخص اپنی معرفت و محبت کے اعتبار سے جتنا چاہے اسمیں آگے بڑھ سکتا ہے۔ یہاں تک کہ ''منّا اھل البیت'' کی منزل تک پہونچ جائے۔

مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام اپنے آخری فرزند کی تنہائی اور مظلومیت کو اسطرح بیان فرماتے ہیں۔

صَاحِبُ ھٰذَا الاَمْرِ الشَّدِیْدُ الطَّرِیْدُ الْفَرِیْدُ الْوَحِیْدُ [۱]

اس امر (نجات انسانیت) کا عہدہ دار (امام) بے یار و مدد گار بیکس و تنہا ہے۔

اس غیبت کے تاریک دور میں امام عصر علیہ السلام کی تنہائی کا بیان کرنا شیعوں اور سچے مومنین کیلئے فائدہ مند ہے۔ لہٰذا حضرت حجت علیہ السلام کی مادر گرامی جناب نرجس خاتون علیہا السلام سے مدد طلب کرتے ہوئے امام عصر علیہ السلام کی تنہائی کے سلسلے میں اختصار کے ساتھ کچھ چیزیں قلم بند کی گئی ہیں۔

اس کتاب کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے ہم امام عصر ارواحنا فداہ کی تنہائی کو تھوڑا کم اور انکے دل کو مسرور کریں اور اس تنہائی کے دور میں کچھ لمحے یوسف

۱ بحار الانوار ۵۱ - ۱۲۰

زہرا (ع) کی مقدس بارگاہ میں مہمان بننے کا شرف حاصل کریں۔

صدق دل و سوز قلب کے ساتھ ہم کہہ رہے ہیں کہ امام عصر علیہ السلام کی تنہائی کے بزرگ ترین مصادیق میں سے یہ ہے کہ ایک ایسا شخص جو سراپا گنہگار ہو جیسے یہ بندۂ حقیر، وہ امام زمانہ (عج) کے یکہ و تنہا ہونے کے سلسلہ میں قلم اٹھائے اور اس تاریخی غفلت پر گریہ کناں ہو اور دوسروں کو بھی امام زمانہ کی تنہائی و مظلومیت کی طرف متوجہ کرے اور حضرت کے تمام حقوق کو ادا کرے اور انکے ظہور کی دعا کرنے کی طرف لوگوں کو دعوت دے اور ان کے اندر شوق پیدا کرے۔

۱۵ شعبان ۱۴۲۶ھ

علی ہراتیان

"آرزو"

میرے مولا: میری آرزو ہے کہ لوگ مجھے غلام مہدی کے نام سے یاد کریں، میری خواہش تھی کہ میری پیدائش کے وقت میرے کانوں میں آپ کے عشق کی اذان کہی جاتی، اے کاش کہ مجھے آپ کے نام پر نذر کر دیا جاتا، آپ کی غلامی کے بُندے میرے کانوں میں پہنائے جاتے۔ کاش میرے ذہن کو آپ کے نام سے آشنا کیا جاتا اور آپ کی پناہ ہمیشہ میرے ساتھ ہوتی۔

میرے مولا: کتنا اچھا ہوتا کہ میری زبان پر آنے والا زندگی کا پہلا لفظ مہدی ہوتا۔ اے کاش کہ جب میں بولنے کی کوشش کر رہا تھا میرے رشتہ دار مجھ سے یا مہدی کہلواتے۔

اے کاش میرے نرسری اسکول میں مجھے آپ کی معرفت عطا کی جاتی۔ کاش کہ میری پرائمری اسکول کی پہلی کلاس میں میرے استاد آپ کی محبت کا درس دیتے اور آپ کے خوبصورت نام سے میرے لکھنے کی مشق کراتے۔

اسکول کے ایام میں کسی نے آپ کے خیمے کی طرف میری رہنمائی نہ کی۔ یہاں تک کہ ہائر سکنڈری میں بھی کسی نے مجھے نہیں بتایا کہ آپ ہی کائنات کے مدیر ہیں۔

میری جغرافیہ کی کتاب میں نہ ہی ذی طویٰ[۱] اور رضویٰ کے بارے میں بتایا گیا اور نہ ہی تاریخ کی کلاس میں آپ کی تاریخ غیبت اور تنہائی سے آشنا کرایا گیا۔ دینی کلاس میں بھی مجھ کو نہیں بتایا گیا کہ باب اللہ اور دیان دین[۲] حقیقت میں آپ ہی ہیں۔ ہائے افسوس کہ اخلاق کی کلاس میں بھی آپ کے مقدس وجود کے بارے میں ادب شعاری کے آداب نہ سکھائے گئے۔

افسوس کہ ڈرائنگ کی کلاس میں مجھے آپ کے مہربان چہرے کے خدوخال سے روبرو نہ کرایا گیا۔

کیوں نہ مجھے انشاء پردازی درس میں "علم بہتر ہے یا ثروت" عنوان دینے کے بجائے "آپ علیہ السلام، آپ علیہ السلام کا ظہور اور آپ علیہ السلام کے راضی کرنے کا طریقہ" عنوان قرار دیا گیا کہ بغیر آپ کے نہ ہی علم اچھا ہے اور نہ ہی ثروت بہتر ہے۔

اے کاش دوسری زبانوں کے ساتھ مجھے آپ سے گفتگو کی جانے والی زبان کے بارے میں بھی پڑھایا جاتا جو کہ فطرت بشر کی مونس اور اس سے سب سے زیادہ نزدیک ہے جس وقت کہ میں بین المللی زبانوں کے سیکھنے میں محنت کر رہا تھا کاش مجھ سے کوئی کہتا

---

۱ ذی طویٰ مکّے سے نزدیک ایک پہاڑ کا نام ہے اور رضویٰ مدینے کے مغربی کنارے پر ایک پہاڑ ہے، ہم دعائے ندبہ میں پڑھتے ہیں۔ کاش میں جانتا........ کہ آپ کی اقامت گاہ کس مقام پر ہے "رضویٰ" میں ہے؟ یا کہیں اور یا پھر ذی طویٰ میں ہے؟

۲ زیارت آل یاسین میں آیا ہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا بَابَ اللهِ وَ دَيَّانَ دِيْنِهٖ

کہ وہ ہر زبان و بیان و لہجے کو جانتا ہے یہاں تک کہ پرندوں کی زبان سے بھی واقف ہے۔[1]

کیمسٹری کی کلاس میں جب مجھ کو الکٹرون کی ایٹم کے چاروں طرف گردش کے بارے میں بتایا جارہا تھا تو یہ در واقع اشارہ تھا کہ میں سمجھ جاتا کہ تمام کائنات ماسوا اللہ آپ ہی کے وجود مبارک کے گرداگرد گھوم رہی ہے۔

اے کاش ریاضی، فیزکس اور کیمسٹری کے انواع و اقسام کے پیچیدہ فارمولوں کے ساتھ آپ سے رابطہ برقرار کرنے کا آسان نسخہ بھی بتایا جاتا۔

میرے ذہن سے بچپن میں پڑھی ہوئی حکیم کی وہ حکایت نہیں جاتی جس میں حکیم کا گزر ایک قبرستان سے ہوتا ہے اور وہ تعجب سے قبروں پر موجود تختی کو دیکھتے ہیں جس میں مرنے والوں کی عمر ۳، ۴ یا ۸ سال ہوتی ہے تو وہ حیرت سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ لوگ

ا ابو ہاشم جعفری جو کہ امام علی نقی علیہ السلام کے چاہنے والوں میں سے ہیں نقل کرتے ہیں کہ مجھے امام علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا امام علیہ السلام نے ہندی زبان میں گفتگو کی میں صحیح سے جواب نہ دے سکا امام علیہ السلام کے قریب ایک بالٹی رکھی ہوئی تھی جو سنگریزوں سے بھری ہوئی تھی امام ھادی علیہ السلام نے ایک سنگریزہ اٹھایا اور اپنے دہن مبارک میں رکھا پھر مجھے مرحمت فرمایا میں نے وہ سنگریزہ اپنی منھ میں رکھا خدا کی قسم وہاں سے اٹھا نہیں کہ میں تہتر زبانوں کا عالم ہو گیا کہ جسمیں سے ایک زبان ہندی تھی۔ القطرہ، ص ۶۷۵؛ مناقب شہر آشوب، ج ۴، ص ۴۰۸؛ کشف الغمہ، ج ۲، ص ۲۹۷

اباصلت بھی کہتے ہیں: حضرت رضا علیہ السلام لوگوں سے انکی زبان میں گفتگو کیا کرتے تھے...... امام علیہ السلام نے مجھ سے تعجب سے فرمایا "**اے اباصلت میں لوگوں پر خدا کی حجت ہوں اور خدا کسی ایسے کو حجت قرار نہیں دیتا جو انکی زبانوں سے واقفیت نہ رکھتا ہو۔**" بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۱۹۰

بچپن ہی میں مر گئے تھے تو بتایا جاتا ہے کہ یہاں پر ہر ایک کی بس اتنی ہی عمر کو شمار کیا جاتا ہے جتنی حصول علم میں گزرتی ہے۔ کاش کہ اس روز میرے فارسی کے استاد دوران گفتگو گریز کرتے ہوئے معرفت امام[1] سے متعلق حدیث بتاتے کہ شیعہ نقطۂ نظر کے مطابق حیات حقیقی سے مراد امام عصر علیہ السلام کی طرف متوجہ رہنا، ان کی معرفت و مودّت اختیار کرنا اور خاص طور پر ان کے دشمنوں سے دوری و بیزاری اختیار کرنا ہے۔

فیزکس کی کلاس میں نور کی تابانیاں تو بتائی گئیں مگر میں نہ سمجھ سکا کہ نور خدا تو آپ ہی ہیں اور یھدی اللہ لنورہ من یشاء[2] کا مقصود آپ ہی کی ذات گرامی ہے۔ نور کی تیز رفتاری کا تذکرہ (۳۰۰ ہزار کلومیٹر ایک سیکنڈ میں) تو مجھ سے کیا گیا مگر اشارہ تک نہیں کیا گیا کہ امام کی شعاع نظر کہاں تک دیکھ سکتی ہیں۔ مجھے نہیں بتایا گیا کہ امام ایک لمحے میں عوالم و کہکشاں کو دیکھ کر سب کے حالات سے باخبر ہونے پر قادر ہیں۔

جب میں دانش گاہ میں داخلہ کے لئے پڑھائی کر رہا تھا تو کسی نے نہیں کہا کہ اپنا نام امام زمان علیہ السلام کی دانشگاہِ معرفت و محبت میں بھی لکھواؤں، کسی نے بھی مجھ پر واضح نہیں کیا کہ معرفت امام کے بھی منازل و مراتب ہیں۔ اور بہت سے افراد آخر عمر تک وہی ابتدائی بچپنے کی معلومات پر ٹھہرے رہ جاتے ہیں۔

ا حدیث شریف 'من مات وَلَم یعرفُ امام زمانہٖ مات میتةً جاھلیة۔'' بہت مشہور اور معتبر حدیثوں میں سے اور شیعہ اور سنّی دونوں نے اس کے تواتر کو بیان کیا ہے۔

۲ خدا جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت کر دیتا ہے۔ یہ سورۂ نور کی آیت نمبر ۳۵ کہ اس سے مراد امام عصر علیہ السلام ہیں۔ (تفسیر برہان ج ۴ ص ۷۲، ح ۷۶۴۳)

مجھے خبر نہ تھی کہ ٹیچر، انجینئر، یا پروفیسر جیسے عہدے خود انسان کے بنائے ہوئے ہیں جو کہ صرف کسب ثروت و قدرت و شہرت و منزلت کے کام آتے ہیں مجھے خبر ہی نہ تھی کہ اس سے بڑے عہدے بھی ہیں۔

رفتہ رفتہ کالج کی محدود فضا سے نکل کر یونیورسٹی کی کھلی فضا میں قدم رکھا تو وہاں کی فضا اور زیادہ افسوسناک دیکھی۔ غرور و نخوت کے خریداروں کا بازار تھا اور اسباب غفلت ہمہ وقت فراہم و آمادہ تھے فضا علم زدگی کے مغربی رنگ وروپ میں، روشن خیالی اور فکر نابی کے آسیب میں گرفتار نظر آئی جہاں علم اس چیز کا نام تھا کہ یہ بات امریکہ سے ترجمہ ہو کر آنے والی فلاں یوروپی کتاب یا رسالہ میں پائی جاتی ہے اوران علوم اہلبیت علیہم السلام کے بارے میں جو کہ حقیقی و آسمانی علوم ہیں، ان کے بارے میں بہت کم باتیں ہوتی تھیں۔

اے میرے آقا: یونیورسٹی میں بھی کسی نے مجھے آپکے بارے میں نہیں بتایا، آپ کے نام کا پرچم کوئی نہیں لہراتا تھا: کوئی آپ کی طرف بلانے والا نہ تھا، کوئی بھی استاد آپ کے اوصاف بیان نہیں کرتا تھا بس تھوڑا بہت معارف اسلامی میں تاریخ اسلام کے دروس طلاب کے لئے راہ معرفت ہوا کرتے تھے مگر وہ بھی مذہبی تبلیغات کے نام پر نہیں، بس ثقافتی نشست وبرخواست اور نماز جماعت یا زیارتی سفر کے موقع پر اور قرآن و نہج البلاغہ کے انعامی مقابلوں کی حد تک تھے، اس سے زیادہ نہیں مگر آپ کی ذات کا تذکرہ ایسے موقعوں پر بھی نہ ہوتا تھا، ان ایام تعلیم میں بھی آپ کی یاد دلوں سے دور رہی۔ تحصیل علم کے بعد بھی زندگی کے مشغلوں اور فکر معاش کی مصروفیتوں نے مجھے آپ کے بارے میں سوچنے سے دور رکھا۔

ان سب کے باوجود میں نے اپنے ضمیر کی گہرائیوں میں آپ کو پا ہی لیا، کچھ عرصہ

ہوا کہ آپ علیہ السلام کو اپنے دل کی آنکھوں سے تلاش کر لیا، اب میں اپنے قلب کے ذریعہ اپنے تمام وجود میں آپ کے وجود مبارک کو محسوس کرتا ہوں گویا کہ میں دوبارہ پیدا ہو گیا ہوں۔ آپ کے بغیر زندگی جینے کے قابل نہیں ہے اور اگر کوئی میری طرح ایک طویل غفلت کے بعد آپ تک پہنچا ہو تو وہ حق رکھتا ہے کہ اپنے اندر دوبارہ پیدا ہونے کا احساس کرے، ان مشکلات کے بعد وہ آپ سے یہ التماس کرنے کا حق رکھتا ہے کہ آپ اس کو آخر الزمان کے فتنوں اور مصیبتوں سے نجات مرحمت فرمائیں اور حق رکھتا ہے کہ اس نعمت کے شکرانے میں ادب سے اپنی پیشانی خاک پر رکھ دے اور اپنے آپ سے کہہ اٹھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ.۱

خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو یہاں کا راستہ دکھایا اور اگر خدا ہم کو راستہ نہ دکھاتا تو ہم راستہ نہ پاتے۔

اگر ساری کائنات کی بھی خاک چھانو گے تو امام عصر علیہ السلام جیسا دوست نہ پاؤ گے کیونکہ:

- تم چاہے ان کو یاد نہ کرو مگر وہ تمہاری یاد سے غافل نہیں رہتے۔
- تم انکو چھوڑ دو مگر وہ تمہیں اکیلا نہیں چھوڑتے۔
- تم لاکھ ان پر جفا کرو مگر وہ عطا سے دریغ نہیں کرتے۔

---

۱ سورہ اعراف، آیت ۴۳

- تم ان کے لئے دعا نہ کرو مگر وہ خدا کی بارگاہ میں تمہارے لئے دعا کرتے ہیں۔
- اگرچہ تم ان سے گریزاں ہو مگر وہ تمہاری طرف متوجہ رہتے ہیں۔
- تم ان کے لئے رنج و الم کے اسباب فراہم کرتے ہو مگر وہ تم سے روگردانی نہیں کرتے۔
- تم گرچہ انکی سربلندی کا سبب نہیں ہو مگر وہ تمہارے لئے باعث افتخار و بزرگی ہیں۔
- تم ان کے حالات سے بے خبر رہتے ہو مگر وہ تمہارے حالات سے بے خبر نہیں رہتے۔
- اگرچہ تم ان کے وجود و حضور کو پہنچاتے نہیں مگر وہ ہمیشہ ہر جگہ پر تمہاری نصرت کے لئے موجود رہتے ہیں۔
- اگر تم رابطہ کرنے سے پرہیز کرتے ہو تو وہ ملاقات کا پیغام دیتے ہیں۔
- اگرچہ تم انکا دفاع نہ کرو مگر وہ تمہیں بے پناہ نہیں چھوڑتے۔
- گو کہ تم نے ہزارہا مرتبہ ان کا دل توڑا ہو گا مگر پھر بھی وہ ہمہ ٔوقت تمہاری معذرت کو قبول کرنے پر تیار ملتے ہیں۔
- گو تم بار بار ان سے کئے ہوئے عہد کو توڑتے ہو مگر وہ اپنی طرف آنے والے راستے کو بند نہیں کرتے۔
- تم ان سے محبت نہیں رکھتے مگر وہ تمہیں پیار کرتے ہیں۔ گرچہ تم ان کے امین نہیں ہو مگر وہ تمہارے لئے بہترین امین و راز دار ہیں۔

- تم انکے مددگار نہ سہی مگر وہ ہمیشہ تمہارے پشت پناہ اور حمایت گزار ہیں۔
- اگر تم نے کوئی چھوٹی سی خدمت انکے لئے انجام دی تو وہ اپنا پورا لطف و کرم تم تک پہنچانے سے پرہیز نہیں کرتے۔
- اگر تم نے ان کی حرمت کا پاس نہ بھی رکھا پھر بھی وہ تمہاری حمایت و محافظت فرماتے ہیں۔
- اگر تم نے ان کے حق اور حصے کو اپنے مال سے نہیں نکالا تب بھی تمہاری روزی کو نہیں روکتے۔
- اگر تم ناکارہ و خطاکار بچے ہو تو وہ مہربان و شفیق باپ کی طرح ہیں۔
- اگرچہ تم نے ان کا حق برادری ادا نہیں کیا پھر بھی وہ تم سے بھائی چارگی کا رویہ اپناتے ہیں۔
- اگرچہ تم نے ان کو مصیبتوں میں تنہا چھوڑ دیا تب بھی وہ تمہاری مشکلات و پریشان حالی میں تمہارے مددگار نظر آتے ہیں۔
- کسی بھی حالت میں وہ تمہارے محتاج نہیں ہیں جبکہ تم ان کے سامنے سراپا نیاز اور محتاج ہو۔

ہاں اے قارئین گرامی!

امام عصر کی عنایت کو حاصل کرنے کا راز ان کے وجود مقدس کی طرف متوجہ رہنے میں ہے۔ معصومین علیہم السلام سے توسل کے ذریعہ یا خود آنحضرت علیہ السلام سے توسل کرکے اپنے دل کی دنیا میں آنحضرت علیہ السلام کو بلا کر صبح و شام ان کی زیارت کی جاسکتی ہے۔

ہم غلطی نہ کریں! امام ہماری پہنچ سے دور نہیں ہیں، ہر لمحہ ہمارے ساتھ ہیں ہماری شہ رگ سے زیادہ ہم سے نزدیک ہیں، امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا تعلق تمام بشریت سے ہے کسی مخصوص فرقے، گروہ یا صنف سے نہیں ہے کسی مخصوص مذہب سے نہیں ہے ان کا فیض عام فقیر و غنی، عالم و جاہل نیکوکار و گناہ گار حتّٰی غیر مسلم کو بھی پہنچتا ہے وہ منشی و دربان نہیں رکھتے جس وقت ارادہ کریجیئے گا آپکا دل ہر جگہ ان کو پائے گا اور ہر کوئی ان کو تلاش کرلے گا ہر روز بغیر کسی وقت کی پابندی کے، بغیر تیاری کے، بغیر واسطے کے، امام عصرعلیہ السلام سے رابطہ کیا جاسکتا ہے اسکے لئے بس کافی ہے کہ ایک مرتبہ یا صاحب الزمان کہہ لیا جائے۔

اگرچہ خود ہم نے اپنے کان کے پاس دیوار کھڑی کرلی ہے اور خود کو ان کی دل نشیں آواز کے سننے سے محروم کرلیا ہے آقا تو ہماری آواز کا جواب دے رہے ہیں مگر ہم سن نہیں پاتے۔ ہم نے اپنی آنکھوں پر پردہ ڈال لیا ہے اوران کے جمال دلربا سے اپنے آپ کو محروم کرلیا ہے مگر وہ ہم کو دیکھ رہے ہیں ہرگز یہ نہ کہو کہ میں کہاں اور امام زمانہ علیہ السلام کہاں؟ کیا بعض غلطیوں کی بنا پر ہم اپنے ماں یا باپ سے ہمیشہ دور رہیں گے؟ نہیں۔ تو پھر وہ تو باپ سے زیادہ مہربان اورماں سے زیادہ شفقت کرنے والے ہیں۔ اپنے فرزند دل بند ہی کی طرح ہم میں سے ہر ایک سے پیار کرتے ہیں۔

تنہائی کی بارہ صدیاں

تنہائی امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف

میرے مولا! میرے غریب الوطن و تنہا مولا! مضطرؔ فاطمہ علیہا السلام! اسیر آل محمد علیہم السلام! اہل عالم کے مہربان باپ!

میں چاہتا ہوں کہ آپ کی تنہائی کا تذکرہ کروں، اس تنہائی کا تذکرہ جو بارہ سو سال سے جاری ہے، وہ تنہائی کہ جس پر آسمان و زمین اشک فشاں ہیں، وہ تنہائی کہ جسے آپ کے چاہنے والے بھی سمجھ نہیں پاتے، وہ تنہائی کہ جس پر آپ کے آباءواجداد نے آپ کی ولادت سے پہلے گریہ فرمایا۔

میں متحیر ہوں کہ اس طویل مثنوی کا کس مصرعہ سے آغاز کروں۔ اس طولانی کتاب کی کون سی جلد اٹھاؤں کس سطر اور کس صفحہ اور کس فصل کو پڑھوں مجھے غم و تنہائی سے بھری اسی تصویر نے ناتواں بنا دیا ہے۔

کہاں سے ابتدا کروں؟ یہ کہانی اپنی زبانی بیان کروں یا دوسروں کی زبان سے؟ گذشتہ نسل کے بارے میں کہوں یا موجودہ نسل سے متعلق۔ دوستوں سے شکوہ کروں یا دشمنوں سے؟ عوام سے گلہ کروں یا خواص سے؟ کیا ان کے بارے میں کہوں جو آپ کو رنجیدہ خاطر کرتے ہیں؟ کیا ان سے متعلق کہوں جو آپ کے دست شفقت و رحمت کو

۱ احتجاج، ج ۲، ص ۲۸۹، (توقیع محمد بن علی بن ہلال کرخی)

دست خوں ریز سے تعبیر کرتے ہیں؟ کیا ان کے سلسلے میں شکوہ کروں جو آپ کی برق تپاں شمشیر کا تعارف اس انداز سے کراتے ہیں جس سے آپ کے دوست بھی آپ کے ظہور سے گھبرانے لگتے ہیں؟ یا ان کے بارے میں بتاؤں جو آپ کو لوگوں کی پہونچ سے دور بتاتے ہیں؟ یا ان کے سلسلے میں کہوں جو آپ کے دیدار کو امر محال سمجھتے ہیں؟ یا ان کا تذکرہ کروں جو آپ کے نام پر لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیتے ہیں؟ یا ان سے متعلق جو آپ کی آمد سے متعلق ناامید کر دیتے ہیں، اور آپ کے زمانۂ ظہور کو دور گمان کرتے ہیں؟ کیا ان کے بارے میں کہوں جو آپ کو اسطرح بتاتے ہیں جیساوہ خود پسند کرتے ہیں نہ اس طرح کہ جیسی آپ کی ذات بابرکت ہے؟ کیا ان کے بارے میں شکوہ کروں جو آپ کی غیبت کو آپ کے نہ ہونے سے تعبیر کرتے ہیں؟

میرے مولا! گویا ہر چیز نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے کہ آپ کی تنہائی کو ختم نہین ہونے دیں گے۔ ابلیس کے لشکری دن رات اسی فکر پہ کاربند ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ حقیقت میں وہ کون لوگ ہیں جو آپ کو اور آپ کے ظہور کو دل سے چاہتے ہیں؟ اسکے بارے میں تو خدا جانتا ہے یا آپ؟ ہاں اتنا میں جانتا ہوں کہ آپ کی غیبت شروع ہونے سے آج بارہ سو سال گزرنے تک اس میدان میں ابلیس کے کارندے کامیاب ہوتے چلے آرہے ہیں جس میں انس و جن کے لشکری اسکے معاون ہیں جو کہ غیبت سے پردہ ہٹنے نہیں دیتے اوراس غیبت کی اندھیری رات کو اور اندھیری کرتے جارہے ہیں۔

میں اپنے آپ سے آغاز کرتا ہوں کہ جو کوئی اپنے آپ سے شروع کرے اسکے لئے امر ظہور آسان ہو جائے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی طرف پلٹوں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ میرے اس غفلت بھرے ماضی سے آپ چشم پوشی کریں گے۔ میں جانتا

ہوں کہ آپ میری توبہ قبول فرمائیں گے اور اپنے دامن میں جگہ دیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ ان غفلت بھرے لمحوں، دنوں اور سالوں میں بھی آپ میرے لئے دعا کرتے تھے میں آپ سے گریزاں تھا مگر آپ مجھ پر والد مہربان و شفیق کی طرح نظر رکھتے تھے—العفو—العفو!

اس شکایت کو کہاں لے جاؤں کہ آپ سے بے خبر افراد ہی نہیں بلکہ مؤمنین کرام و مقدس افراد بھی آپ کی تنہائی کی داستان سننے کی تاب نہیں رکھتے۔ خدایا! کتنی عجیب تنہائی ہے؟ کتنا ضخیم پردہ ہے؟!!

ہاں! ممکن ہے کہ امام عصر ارواحنا فداہ کی تنہائی کے بارے میں گفتگو کچھ عجیب و غریب لگے! ہو سکتا ہے کہ کوئی دریافت کرلے کہ کیا امام زمانہؑ بھی غریب الوطن ہیں؟ اور شاید دوسرے افراد اس طرح کی تعبیر کو اعتقادی کمزوری کا نام دے ڈالیں یا پھر لکھنے والے کے ذوق احساس و محسوسات کا شاہکار قرار دے ڈالیں اور کچھ لوگ اس کو عرف عام سے ہٹ کر کوئی چھوٹا موضوع سمجھ لیں کیونکہ ہم اکثر و بیشتر تمام ائمہؑ کی مظلومیت و تنہائی کے بارے میں کم گفتگو کرتے ہیں مولائے متقیان حضرت علیؑ کو کائنات کا مظلوم اوّل جانتے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہے۔

ہر سال ایام فاطمیہ میں حضرت فاطمہ زہراؑ پر گزرے مصائب و ظلم کو یاد کرکے اشک فشانی و سینہ زنی کرتے ہیں اور ہمیں ایسا کرنا بھی چاہیئے۔ ہر مصیبت میں ہم سید الشہداؑ اور ان کے اہلبیت مکرّم پر گریہ کناں رہتے ہیں جو ہونا بھی چاہئے۔

قبرستان بقیع کا نام سنتے ہی ہم سب کا دل غم و اندوہ سے لبریز ہو جاتا ہے۔

بغداد کے قید خانے میں امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی غربت کو یاد کرتے ہوئے ہماری آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔

امام رضا علیہ السلام کو غریب الغرباء کے نام سے پکارتے ہیں، دسویں اور گیارہویں امام کو عسکری کے لقب سے یاد کرتے ہیں کیونکہ یہ دونوں امام تمام عمر عباسی خلفاء کی قید میں رہے کیا اس سے بڑی مظلومیت قابل تصور ہو سکتی ہے؟

مگر ان سب کے باوجود ہم نے اس تنہائی امام زمانہ علیہ السلام کی تنہائی کے بارے میں بہت کم سوچا ہے یا حقیقت میں انکے بارے میں فکر ہی نہیں کیا امام عصر علیہ السلام کی تنہائی سے ناآگاہی و ناواقفیت اور ان کی تنہائی کے سلسلے میں غفلت برتنا ہی امام زمانہ علیہ السلام کی 'مظلومیت' ہے۔

رہبران معصومین کی، دعاؤں، زیارات و روایات میں بارہویں امام علیہ السلام کی مظلومیت و تنہائی کے بارے میں ایسی عجیب تعبیرات وارد ہوئی ہیں جن سے آنکھیں نم ہو جاتی ہیں اور درد کی ایسی ٹیس اٹھتی ہے جو ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ قطب عالم امکان حضرت ولی اللہ الاعظم ارواحنا فداہ کی ذات اقدس خصوصیت سے اس دور میں غریب الغرباء کے لقب کی مستحق ہے۔

اب ہم اس مقام پر کچھ ایسی آیات اور روایات پیش کرتے ہیں جو ہمارے موضوع سے متعلق ہیں۔

زمانۂ غیبت، امام علیہ السلام کی تنہائی کا دور

حضرت امیر المؤمنین اپنے فرزند غائب کی مظلومیت اور انتہائی درجہ کی تنہائی کو

یاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ (امام) جو اس امر (انسانیت کی نجات کا ذمہ دار) ہے، وہ بے یار و مددگار اور تنہا ہو گا۔[۱]

ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں:

هوَالطَّرِيدُ الوَحِيدُ الغريبُ الغائبُ عن اَهْلِهِ الموتورُ[۲] بأبيه.[۳]

ترجمہ: وہ (حضرت مہدی علیہ السلام) تنہا، غریب الوطن اپنے گھر والوں سے دور اپنے جد کے خون کا انتقام لینے کے لئے تڑپ رہے ہوں گے)

کسی نے حضرت سید الشہداء علیہ السلام سے پوچھا کہ اس امر کے ولی آپ ہیں؟ فرمایا:

نہیں! (میں نہیں ہوں) اس امر کا ولی وہ ہے جو لوگوں سے کنارہ کشی کرلے گا اور دور دراز زمین میں سکونت اختیار کرلے گا اور اپنے والد کے خون کا قصاص طلب کرے گا۔[۴]

افسوس کہ امام زمانہ علیہ السلام کی یہ تنہائی زمان ظہور تک جاری رہے گی جیسا کہ مولائے متقیان علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

---

۱ بحارالانوار / ۵۱: ۱۲۰

۲ موتور اس شخص کو کہتے ہیں جو ظلم و ستم کے ساتھ بہائے گئے خون کا انتقام لینے والا ہو، مگر اس کو انتقام کا موقعہ نہ مل پارہا ہو اسی لئے ہم حضرت سید الشہداء کی زیارت میں "الوتر الموتور" پڑھتے ہیں اس لئے کہ ابھی تک ان کے اور ان کے اصحاب کے خون کا بدلہ نہیں لیا گیا ہے۔

۳ کمال الدین ۲-۳۶۱ (باب ۳۴ح ۴)

۴ کمال الدین ۲- ۳۱۸

"ہمارا مہدی (پیدائش سے زمانۂ ظہور تک) یک و تنہا رہے گا۔"[1]

امام صادق علیہ السلام امام عصر علیہ السلام کے کیفیت ظہور کا تذکرہ مفضل سے کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اے مفضل وہ تنہا ہی ظہور کریں گے۔ تنہا مسجد الحرام میں وارد ہوں گے۔ تنہا ہی دامن کعبہ پکڑے ہوں گے اس عالم میں کہ تاریکی شب نے ہر شیئے کو گھیر لیا ہو گا اور وہ تنہا ہی ہوں گے۔[2]

آپ کی ولادت بھی بالکل جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرح مخفی اور پوشیدہ واقع ہوئی آپ کی ولادت پر اس زمانے کے فرعونیوں نے آپ کے قتل کا قصد کر لیا تھا۔

یہ کتنی غم انگیز بات ہے کہ خاندان امامت، خاتم الاوصیاء علیہ السلام کی ولادت کو ان کے چچا سے بھی پوشیدہ رکھنے پر مجبور تھا اور کتنے افسوس کی بات ہے کہ دوران غیبت حضرت کی زندگی مخفیانہ اور تنہائی کے ساتھ بسر ہو رہی ہے، وقت ظہور بھی تنہاء ہوں گے اور عالم تنہائی ہی میں مسجد الحرام میں آئیں گے۔

۱ مکیال المکارم ۱ - ۱۲۹

۲ بحار الانوار ۵۳ - ۷

دور غیبت، امام علیہ السلام کے لئے تنہائی اور لوگوں سے کنارہ کشی کا دور

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اس امر کے صاحب کے لئے ایک لازمی غیبت ہے کہ اس غیبت کے دور میں وہ لوگوں سے کنارہ کش ہو جائیں گے جبکہ مدینہ کتنی اچھی جگہ ہے۔[1]

امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے آستانۂ شہادت میں بستر شہادت پر اپنے فرزند دلبند سے وصیت فرماتے ہیں:

اے بیٹا: تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم کہیں دور دراز اور خفیہ مقام پر، لوگوں سے ہمیشہ دور ایسی جگہ زندگی بسر کرنا کیوں کہ ہر خدا دوست کے خطرناک دشمن اور مخالف ہوتے ہیں جو ان کے امور میں مزاحم ہوتے ہیں۔[2]

امام زمانہ علیہ السلام بھی اپنے والد کی خواہش کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میرے والد گرامی (امام حسن عسکری علیہ السلام) نے مجھ سے جو عہد لیا تھا وہ درست تھا کہ میں سوائے مخفی ترین اور دور ترین جگہ کے زندگی نہ

۱ اثبات الہداۃ: ۳-۴۴۵

۲ بحار الانوار ۵۲ - ۳۵

گزاروں تا کہ اپنے امر کو پوشیدہ رکھ سکوں اور گمراہوں و منحرفوں کی نیرنگیوں اور گمراہ امت کے فتنے سے اپنے آپ کو بچا کر رکھوں۔[1]

سید الساجدین امام علی بن الحسین علیہ السلام امام عصر علیہ السلام کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

ہمارے قائم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف میں چھ پیغمبروں کی چند نشانیاں ہونگی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی طرح ان کی عمر طولانی ہوگی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ان کی پرورش پوشیدہ ہوگی اور وہ لوگوں سے جدا زندگی بسر کریں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح خوف وغیبت میں رہیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح لوگ ان کے حق میں اختلاف کریں گے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح تکلیف کے بعد راحت ملے گی۔ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ان کا قیام بھی شمشیر کے ساتھ ہوگا۔[2]

آج اتنے سال گزرے اور وہ بزرگوار آنکھوں سے اوجھل نا آشنا شکل میں دور دراز سرزمین پر زندگی بسر فرمارہے ہیں اور دنیا و دنیا والے انکے وجود کے فیض عام سے بے خبر ہیں البتہ توبہ اور آپ کے ظہور کے لئے دعا کر کے اس محرومیت کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔

روایات میں ملتا ہے کہ غیبت کے دور میں کچھ سرکردہ افراد ہیں جو امام عصر ارواحنا فداہ کے محضر مبارک میں رہ کر ان کے اوامر کو جاری فرماتے ہیں اور کسی حد تک ان

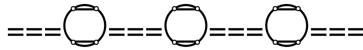
---

۱ کمال الدین ۲ – ۴۴۷، باب ۴۳، ح۱۹

۲ المحجۃ البیضاء (۴-۳۳۸)

کے وجود مقدس سے تنہائی کو دور کرتے ہیں اور اگر ان میں سے کسی کی عمر تمام ہو جاتی ہے تو دوسرا جانشین بنتا ہے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام بھی حضرت کے مونس و غمخوار ہیں اور اس مولود الٰہی کی تنہائی کے ہمدم ہیں جیسا کہ امام علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام فرماتے ہیں:

حضرت خضر علیہ السلام نے آب حیات پیا ہے اس لئے وہ زندہ ہیں اور صور کے پھونکے جانے تک باحیات رہیں گے وہ ہمارے پاس آتے ہیں ہم پر درود و سلام بھیجتے ہیں ہم ان کی آواز سنتے ہیں پروردگار انکے توسط سے زمانۂ غیبت میں ہمارے قائم علیہ السلام کی تنہائی کو دور کرے گا یہ ان سے مانوس ہو کر ان کی غمخواری کریں گے۔[1]



---

۱ اثبات الہداۃ: ۳-۴۸، حیاۃ القلوب ۱-۲۸۵

زمانۂ غیبت، اضطراب امام علیہ السلام کا دور

آیۂ شریفہ: امّن یُّجیبُ المُضطرّ اذا دعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوءِ[1]

کون ہے جو بیقرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور تکلیف کو دور کرتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں یہ آیت (حضرت) قائم علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے خدا کی قسم وہی وہ مضطر ہیں جو مقام (مقام ابراہیم مسجد الحرام) میں دو رکعت نماز ادا کرتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں تو خدا انکی دعا کو قبول اور ان کے درد و غم کو دور فرماتا ہے اور انہیں کو روئے زمین پر جانشین قرار دے گا۔[2]

امام محمد باقر علیہ السلام بھی فرماتے ہیں:

خدا کی قسم وہ (حضرت مہدی عج اللہ فرجہ الشریف) ایسے مضطر ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے (امن یجیب)۔[3]

اس لئے ہم دعائے ندبہ میں پڑھتے ہیں (اینَ المُضطرّ الّذی یُجابُ اذا دعا؟) کہاں ہے وہ مضطر کہ جب وہ خدا کو پکارتا ہے تو اُس کی دعا قبول ہوتی ہے؟

۱ سورۂ نمل، آیت ۶۲

۲ تفسیر قمی:۲-۱۲۹

۳ غیبت نعمانی:۹۵

اس دعائیہ جملے کی شرح میں کہا گیا ہے: ہر وہ شخص جو صاحب عہدہ و منصب ہو البتہ اُس کو اس عہدہ پر مامور کیا گیا ہو لیکن، اس مرتبہ اور مقام سے لوگ اس کو باز رکھیں اور اُس کے منصب کو غصب کرلیں اور وظائف کی انجام دہی سے اس کو روکا جائے اور وہ اپنے حق کو استعمال کرنے پر قادر نہ ہو سکے اور بہت سارے اسکے دشمن نہ چاہتے ہوں کہ وہ اپنے وظائف و ماموریت کا تعارف کرائے تو ایسے ہی شخص کو مضطر کہا جاتا ہے۔ اب اس سے بڑھ کر عالم اضطرار کیا ہوگا کہ حجت خدا و مبلغ قرآن و احکام موجود ہو اور اس کی نگاہوں کے سامنے حکّام ظلم وجور اور منافق وہوا پرست افراد چاہتے ہیں کہ قرآن کو بدل ڈالیں سنت و آداب پیغمبر کو ختم کرڈالیں اور دین اسلام کی شکل کو بدل دیں اوران کے چاہنے والوں اور محبت کرنے والوں کو اذیت پہنچائی جائے اور ان کو سبّ و شتم کا نشانہ بنایا جائے۔[1]

ہم امام عصر علیہ السلام کے پہلے سفیر کی سفارش کردہ مشہور دعامیں اس طرح پڑھتے ہیں:

"تو اے میرے پروردگار وہ ہے کہ جو مصیبت وبدحالی کو رفع کرتا ہے اور مضطر انسان جب تجھے آواز دیتا ہے تو اس کی دعا قبول کرتا ہے اور رنج و اندوہ سے نجات بخشتا ہے لہٰذا اپنے ولی کی پریشاں حالی کو دور فرما۔"[2]

۱ شرح دعائے ندبہ، علوی طالقانی- ۲۵۳

۲ جمال الاسبوع:۳۱۹

زمانۂ غیبت دوران حبس امام علیہ السلام

بعض روایات واضح طور پر زمانۂ غیبت میں امام کے ''مقید'' ہونے کا ذکر کرتی ہیں اور بعض موارد میں معصومین علیہم السلام کے کلام کے سیاق سے امام کے ''مقید'' ہونے کا اشارہ ملتا ہے جیسا کہ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

صاحب الامر میں چار پیغمبروں کی چار نشانیاں ہونگی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نشانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نشانی حضرت یوسف علیہ السلام کی نشانی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشانی اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نشانی وحشت و پریشاں حالی کی سی ہوگی اس میں یوسف علیہ السلام کی سی نشانی مقید ہونے کی طرح ہوگی اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرح لوگ اس کے حق کے بارے میں بھی اختلاف کریں گے کچھ کہیں گے مر گئے اور کچھ کہیں گے نہیں مرے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح شمشیر کے ساتھ قیام فرمائیں گے۔[1]

حضرت امام حسین علیہ السلام بھی فرماتے ہیں:

میرے نویں فرزند میں حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بن عمران کی نشانیاں ہونگی۔[2]

اسی بنا پر ائمہ معصومین علیہم السلام نے اپنی دعاؤں میں امام عصر علیہ السلام کے لئے 'فرج و

۱ الامامۃ والتبصرۃ-۹۴

۲ المحجۃ البیضائ، ج۴، ۳۳۸

کشادگی کی دعا فرمائی۔ امام صادق علیہ السلام اپنی روز عاشورہ کی ایک مفصل دعا میں (جسے آپ نے اپنے اصحاب میں سے عبد اللہ بن سنان کو تعلیم فرمائی) خداوند عالم سے کچھ اس طرح دست بہ دعا ہیں۔

اَللّٰھُمَّ وَعَجِّلْ فَرَجَ آلَ مُحَمَّدٍ وَّاجْعَلْ صَلَوَاتِكَ عَلَيْهِمْ وَاسْتَنْقِذْهُمْ مِنْ اَيْدِی الْمُنَافِقِيْنَ وَالْمُضِلِّيْنَ وَالْكَفَرَةِ الْجَاحِدِيْنَ۔[1]

پروردگارا! آل محمد علیہم السلام کے ظہور میں تعجیل فرما اور اپنا درود و سلام ان پر برقرار رکھ اور ان کو منافقوں، گمراہوں اور کینہ پرور کافروں سے نجات بخش۔

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان کی شباہت یوسف علیہ السلام سے یہ ہے کہ جس طرح پروردگار نے انکے کام کو (بادشاہ مصر کا خواب دیکھنا اور یوسف علیہ السلام کا تعبیر بتانا اور پھر ان کا زندان سے رہائی پانا) ایک لحہ میں حل کر دیا تھا اس طرح ان کے زمانہ ظہور اور انتظار کا امر بھی ایک ثانیے میں اصلاح پا جائیگا۔[2]

حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی جانب سے ابو الحسن ضرّاب کی صلوات کے بعض جملوں میں آیا ہے۔

۱ بحار الانوار ۱۰۱-۳۰۵، صحیفۂ مہدیہ ۲۴۱-۲۴۷

۲ کمال الدین: ۱-۳۲۹، (باب ۳۲ ح ۱۲)

وَ خَلِّصۡهُ مِنۡ اَيۡدِی الۡجَبَّارِيۡنَ.

خدایا حضرت مہدی کو جباروں سے نجات عنایت فرما۔

شیخ مفید کے پاس آنے والی توقیع شریف میں بھی امام عصر علیہ السلام نے فمایَحبِسُنا کی تعبیر استعمال فرمائی ہے اور اپنے قید و بند کو اپنے شیعوں کے برے افعال و کردار کی بنا پر شمار کیا ہے۔ے

گذر رہے ہیں جو غیبت میں قید کے لمحے
دعا کریں کہ وہ دور طویل کم ہوجائے
ہر ایک لمحہ ہے غیبت میں قید کے مانند
ہم عاشقوں پہ بھی مولا ذرا کرم ہوجائے

===○===○===○===

زمانۂ غیبت، خوف و ہراس کا دور

ہم نے کہا تھا کہ حضرت سید الساجدین علیہ السلام نے امام عصر علیہ السلام کی انبیاء سے شباہت کا ذکر کرتے ہوئے انکی شباہت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے "خوف وغَیبت" کے عنوان سے طرح بیان فرمایا ہے۔[1]

امیر المؤمنین علیہ السلام جناب کمیل کو تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ بلیٰ لا تخلوا الارضُ مِنۡ قَائِمٍ لِلّٰہِ بِحُجَّۃٍ اِمَّا ظَاھراً مَشۡھُوۡرًا وَ اِمَّا خَائِفًا مَغۡمُوۡرًا۔[2]

اے میرے پروردگار (یہ بالکل مسلم ہے کہ) ہرگز زمین حجت خدا سے خالی نہ رہے گی۔ چاہے وہ آشکار اور شناختہ شدہ ہو چاہے وہ خوف و ہراس کے عالم میں لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو۔

بعض روایات میں واضح طور پر حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کے لئے "خائف" کا لفظ استعمال ہوا ہے جیسا کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حضرت قائم کے لئے ظہور سے پہلے غیبت ہوگی، زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کیوں؟ تو فرمایا ان کو اپنے قتل کر دئے جانے کا

---

۱ المحجۃ البیضاء: ۴_۳۳۸

۲ نہج البلاغہ، حکمت ۱۳۹

اندیشہ ہو گا۔"[1]

امام علیہ السلام کے خوف کی ایک وجہ امام علیہ السلام کے قتل کا اندیشہ ہے مگر یہ خوف نفسیاتی اضطراب یا گھبراہٹ اور خوف کے منفی معنی میں نہیں ہے۔ بلکہ عدم تحفظ کا خیال ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عدم تحفظ کی بنا پر سر زمین مصر سے خارج ہوئے تھے جیسا کہ قرآن اس بارے میں فرماتا ہے: فَخَرَجَ مِنها خَائِفًا يَتَرَقَّب۔[2] (موسیٰ) وہاں سے عالم خوف میں نکلے کہ دیکھیں (آگے کیا ہوتا ہے)

وہ دعا جو زیارت آل یاسین کے بعد پڑھی جاتی ہے اسمیں بھی امام عصر کو المرتقب الخائف کہہ کر بلاتے ہیں۔

ہمیں معلوم ہے کہ امام عصر علیہ السلام ذخیرۂ الٰہی اور تمام انبیاء کی بشارتوں کا تحفہ ہیں اوران پر بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں جیسے اس دنیامیں عدالت کا قائم کرنا اس لئے بہر حال اپنی ذات کی حفاظت بھی ضروری ہے اور یہ در حقیقت ظالم و جابر افراد ہیں جنہوں نے وجود امام علیہ السلام پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا ہے اور "حضرت کو تنہائی کی زندگی اختیار کرنی پڑی ہے انکے آباء واجداد کو ان لوگوں نے یکے بعد دیگرے شمشیر ستم سے یا زہر جفا سے شہید کر دیا جس کی وجہ سے حضرت مہدی علیہ السلام کو ناچار اپنی زندگی کو ظالموں سے دور رہ کر گزارنے پر تیار ہونا پڑا۔ اس عدم تحفظ کی علت، یاور وانصار کا نہ ہونا بھی ہے۔

امام کے خوف کی اور بھی وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً غیبت کے طولانی تر ہو جانے اور

---

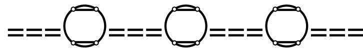
۱ کمال الدین ۲۔۴۸۱ (باب ۴۴)

۲ سورہ قصص (۲۸): ۲۱

ظہور میں تاخیر کا اندیشہ خوف نیز حضرت کاخوف اس لئے بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ان مؤمنین کے سلسلے میں پریشان ہوں جو غیبت کے زمانے میں مشکلات و پریشانیوں کا شکار ہو کر دام ابلیس میں گرفتار ہو جائیں اور امامت کے سیدھے راستے سے منحرف ہو جائیں جس طرح خداوند عالم نے وعدہ فرمایا ہے:

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔[1]

اور (خدا) خوف کے بعد انکو امن بخشے گا۔



---

۱ نور: ۲۴۔۵۵

زمانۂ غیبت، زمانۂ مظلومیت

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب وقت ظہور ہو گا تو حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ایک ہاشمی جوان کو اہل مکہ پر حجت تمام کرنے کے لئے بھیجیں گے اور اس سے یوں ارشاد فرمائیں گے:

اہل مکہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو: میں تمہاری طرف فلاں کا بھیجا ہوا نمائندہ ہوں۔ انہوں نے تم سے کہا ہے کہ: ہم اہل بیت علیہم السلام رحمت ومعدن رسالت وخلافت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان اور پیغمبروں کے فرزندوں میں سے ہیں۔ مظلوم ہیں، ستم رسیدہ ہیں۔ ہم کنارے کر دئے گئے ہیں۔ جب سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی ہمارے حق کو ضائع کیا جا رہا ہے تم سے مدد کے خواہاں ہیں۔ تم بھی ہماری نصرت کرو۔[1]

ایک دوسری روایات میں امام پنجم علیہ السلام نے امام عصر علیہ السلام ارواحنا فداہ کی خانۂ کعبہ کے پاس ظہور کے روز کی جانے والی گفتگو کو بیان فرمایا ہے جسکا کچھ حصہ اس طرح ہے:

(اے لوگو!) خدا کو تم پر گواہ بناتا ہوں تم میں سے ہر وہ شخص جو میری گفتگو سن رہا ہے وہ دوسروں تک خبر پہنچائے اور خدا کے حق کا، اس کے پیغمبر اور خود اپنے حق کا واسطہ دیتا ہوں کیونکہ میں تمہارے مقابلہ میں رسول سے قرابتداری کا حق رکھتا ہوں کہ ہماری حمایت کرو

۱ بحارالانوار: ۵۲۔ ۳۰۷

اور ہمارے مقابلے میں جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے ان کو ہم سے دور کرو کیونکہ ان لوگوں نے ہم کو خوفزدہ کیا ہے اور ظلم و ستم کا محور بنا یا لیا ہے۔ اور ہم کو ہمارے گھر اور بچوں سے دور کر دیا ہے اور ہم پر ستم کر کے ہمارے حق کو چھین لیا ہے اور اہل باطل ہم پر چڑھ دوڑے ہیں۔[1]

مرحوم حاجی سیّد اسماعیل شرفی بیان کرتے ہیں:

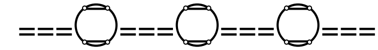
میں عتبات عالیات کی زیارت کی غرض سے سفر پر تھا۔ حرم سید الشہداء علیہ السلام علیہ السلام میں مشغول زیارت تھا چونکہ زائرین کی دعا حضرت سیّد الشہداء علیہ السلام کے سرہانے مستجاب ہوتی ہے اس لئے میں نے وہاں خدا سے دعا کی کہ مجھے اپنے مولا حضرت امام مہدی ارواحنا فداہ کی زیارت سے مشرف فرمادے... میں مشغول زیارت تھا کہ اچانک حضرت کے خورشید جہاں تاب کا دیدار ہوا۔ سلام کے بعد میں نے سوال کیا آقا! آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں دنیا کا مظلوم ترین شخص ہوں۔[2]

عالم مکاشفہ میں علمائے قم میں سے ایک عالم سے حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے! ہمارا مہدی علیہ السلام اپنے ہی زمانے میں مظلوم ہے جتنا ممکن ہو اس کے بارے میں گفتگو کرو اس کے سلسلے میں لکھو جتنا بھی اس کا تذکرہ کرو گے گویا تم نے تمام معصومین علیہم السلام کا تذکرہ کیا۔ کیونکہ سب کے سب عصمت وولایت وامامت میں ایک ہی ہیں لیکن چونکہ یہ زمانہ مہدی علیہ السلام کا زمانہ ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ ان کے بارے میں گفتگو کرنا چاہیئے۔

۱ غیبت نعمانی۔ ۸۱

۲ ترجمہ صحیفۂ مہدیہ علیہ السلام: ۵۸

میں ایک بار پھر تاکید کرتا ہوں کہ ہمارے مہدی علیہ السلام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ گفتگو کرو اور ان پر لکھو۔ ہمارا مہدی علیہ السلام مظلوم ہے جتنا بھی ابھی تک لکھا یا پڑھا گیا ہے اس سے زیادہ ان کے بارے میں لکھا اور پڑھا جائے۔[1]



۱ ترجمہ صحیفہ مہدیہ علیہ السلام: (انتشارات دار الثقلین، چاپ چہارم) ۵۸

زمانۂ غیبت زمانۂ انتظار

احادیث اہلبیت علیہم السلام میں امام عصر علیہ السلام کو (منتظِر) کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے اگرچہ آپ کی ذات گرامی (منتظَر) بھی ہے یعنی جنکا انتظار کیا جا رہا ہے اور مؤمنین کا دل آپ کے ظہور اور فرج کے سلسلے میں بے تاب ہے لیکن خود وہ بزرگوار بھی خدا کی طرف سے حکم ظہور کے صادر ہونے اور خدا دوست افراد اور اپنے شیعوں کی مشکلات کو حل کرنے کے منتظر ہیں اسی سلسلے میں ایک دعا ہے جس کو عید فطر کے دن جب اپنے گھر سے نماز عید کے لئے نکلا جاتا ہے تو پڑھی جاتی ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى وَلِيِّكَ الْمُنْتَظِرِ اَمْرَكَ الْمنتظِرِ لِفَرَجِ اولیائك[1]

اے پروردگار میر ادرود و سلام ہو تیرے اس ولی پر جو تیرے حکم کا منتظر ہے اور تیرے دوستوں کی کشادگیوں کا انتظار کرنے والا ہے۔

یہاں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام عصر علیہ السلام کے لئے غَیبت کے زمانے میں انتظار کا لمحہ لمحہ سخت اور جان لیوا ہے خاص طور پر اس لئے کہ امام علیہ السلام دنیا میں واقع ہونے والے ہر ایک واقعے سے باخبر اور شیعوں کے حالات سے آشنا اور ظلم و ستم و کفر و نفاق کی حکمرانی سے آگاہ ہیں اور دوسری طرح غیبت کے دور میں ہونے کے سبب آپ کو عدل وانصاف کے قائم کرنے اور ظلم و ستم کے رفع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ پھر یہ

۱ بحارالانوار-۹۱-۱۷۱، اقبال الاعمال مصباح کفعمی سے منقول شدہ

بات طبیعی طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ امام ہر لحظہ اپنے مامور کردہ امور کی انجام دہی کے لئے فرمان الٰہی کے صادر ہونے کے منتظر ہیں اور چونکہ ظہور کی بنیادی شرط، لوگوں کی آمادگی اوران کے سلسلے میں بیداری و دعا ہے لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ: امام اس دور غیبت میں شیعوں کے اندر بیداری پیدا ہو جانے اور ان کے ہوشیار ہو جانے کے منتظر ہیں۔

غیبت کے طولانی ہونے اور امام غائب کی پوشیدہ زندگی کے سلسلے میں، پیشوائے عدالت، امیر المؤمنین علیہ السلام بھی رنجیدہ خاطر تھے۔ لہٰذا حضرت فریاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یَا بْنَ خِیَرَۃِ الاماء مَتٰی تُنْتَظَر؟[1]

اے بہترین کنیزِ خدا کے فرزند کب تک انتظار کیا جائے؟

===○===○===○===

---

1 ینابیع المودہ (نشر دار الأُسوہ) ۳ – ۴۳۴ (باب ۹۹، ح ۴) صاحب ینابیع المودہ نے کتاب صفین (ابو الحسن علی بن محمد مدائنی) سے نقل کیا ہے۔ اور انھوں نے بشارۃ الاسلام (چاپ نجف اشرف) صفحہ ۸۰ (آخر باب دوم) سے نقل کیا ہے۔
چشم انداز (نشر آفاق، چاپ دوم): ۱۰۹/ شرح ابن ابی الحدید سے نقل ہے۔!

زمانۂ غیبت، کمزور بنادئے جانے کا دور

قرآن مجید کی آیات میں سے ایک آیت وہ ہے جو امام عصر ارواحنا فداہ کے سلسلے میں زبان زد خاص وعام ہے اور جس کو خود حضرت علیہ السلام نے بہ وقت ولادت اپنے پدر بزرگوار کے سامنے اور اپنی ولادت کے ساتویں دن تلاوت فرمایا تھا وہ سورہ قصص کی چھٹی آیت ہے۔

وَنُرِیْدُ اَنْ نَمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِیْنَ.

اور ہم چاہتے ہیں کہ جو لوگ زمین پر کمزور کر دیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور انکو پیشوا اور زمین کا وارث بنائیں۔

امیر المؤمنین علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں کچھ اس طرح منقول ہے:

آیت میں مستضعفین سے مراد آل محمد علیہم السلام ہیں کہ پروردگار ان کے مہدی کو ایک سخت و مشقت بھرے (زمانے کے بعد) ظاہر کرے گا جو ان کو صاحب عزت وتوقیر بنائے گا اور ان کے دشمنوں کو ذلیل ورسوا و خوار کرے گا۔[1]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

---

1 الغیبۃ شیخ طوسی: ۱۱۳

پیغمبر اکرم ﷺ نے ایک نظر حضرت علی علیہ السلام اور ان کے دونوں بچوں حسن و حسین علیہما السلام پر ڈالی اور گریہ کرتے ہوئے فرمایا: تم دونوں میرے بعد مستضعف قرار پاؤگے۔

راوی حدیث جناب مفضل کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اس جملے کے معنی کیا ہیں؟ فرمایا:

یعنی تم لوگ میرے بعد امام ہوگے (جو ستم رسیدہ ہونگے) کہ خداوند فرماتا ہے: و نُرِیْدُ اَنْ نَمُنَّ... یہ آیت قیامت تک ہمارے خاندان میں جاری وساری رہے گی۔[1]

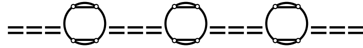
مستضعف کے معنی ضعیف سے الگ ہیں۔ ضعیف کے معنی کمزور کے ہیں مگر مستغضف اس شخص کو کہتے ہیں جسے کمزور کر دیا گیا ہو۔ اہل بیت علیہم السلام کسی بھی طرح کمزور نہ تھے نہ ہیں۔

مگر تاریخ گواہ ہے طاغوت نے انہیں ہمیشہ ضعیف و ناتواں بنا کر رکھا اور ان کو ان کے حق سے محروم کر دیا۔

بہرحال وہ افراد جو کہ کمزور و ناچار افراد کی دلجوئی کرتے ہیں اور پوری دنیا کے مستضعف افراد کے امور میں ہاتھ بٹاتے ہیں اور حضرت مہدی علیہ السلام کو مستضعف

۱ معانی الاخبار:۷۹

افراد کی امید بھی جانتے ہیں انھیں یہ نکتہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ان تمام مستضعفین کے راس و رئیس خود حضرت ولی عصر علیہ السلام ہیں اور اگر حضرت کا تابندہ وجود ظاہر ہو جائے تو کائنات کے تمام مستضعفین کو بھی راہ نجات مل سکتی ہے۔



گستاخانہ تہمتیں: مظلومیت امام علیہ السلام کا ایک اور نمونا

شاید آپ نے بھی ایسے افراد کو دیکھا ہو گا جن کے ذہن میں امام زمانہ علیہ السلام کا وجود مقدس اس شخص کی طرح سے ہے جو شمشیر بہ کف اور خون کی ندیاں بہاتا ہوا اور گردنوں کو کاٹتا اور کشتے کے پشتے لگاتا ہوا ہو۔ اس سے بڑھ کر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ایسے افراد اپنی طرز فکر اور کھلی ہوئی گمراہ ذہنیت کو دوسروں تک بھی منتقل کرتے رہتے ہیں اور حضرت علیہ السلام کی مہربان ذات اور عدالت مآب شخصیت کو لوگوں کے ذہنوں اور فکروں میں مخدوش کر دیتے ہیں۔ اور قوم وملت کے ایک بڑے طبقے کو آپ کے پُر برکت ظہور سے خوفزدہ کر کے آپ کے ظہور کے لئے دعا کرنے سے منصرف کر دیتے ہیں۔

یہ بہت بڑی جفا ہے اس شخصیت پر جسکا وجود سراسر مہر و محبت و شفقت و رحمت ہے حتیٰ بعض متدین افراد بھی مزاحاً یا عدم توجہ کی بنا پر حضرت کے سلسلے میں منفی باتیں کہہ جاتے ہیں جیسے امام زمانہ علیہ السلام کی شمشیر کو اپنی گردن یا دوسروں کی گردن پر چلنے کی بات کرتے ہیں۔

ایک ریڈیو کے پروگرام میں جو حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ سے متعلق تھا' ایک رپورٹ پیش کی گئی جس میں تہران کے ایک کالج کے دانشجویان سے مسئلہ ظہور کے سلسلے میں نقطۂ نظر جاننے کی کوشش کی گئی تھی تو پتا چلا کہ سو میں سے ستر دانشجو ایسے ہیں جو پسند نہیں کرتے کہ امام زمانہ علیہ السلام تشریف لائیں۔ جب ان سے سوال کیا گیا کہ کیوں آپ امام کے ظہور کو پسند نہیں کرتے۔

تو انہوں نے کہا: اس لئے کہ اگر امام زمانہ علیہ السلام آئیں گے تو ہماری گردنیں اڑا دینگے۔

یہی وہ مقام ہے جہاں پر امام عصر علیہ السلام کی مظلومیت پر خون کے آنسو بہانے اوراس مصیبت پر گریبان چاک کرنے کو دل چاہتا ہے کیا اس سے بڑی کوئی مظلومیت تصور کی جاسکتی ہے؟

وہ مہربان امام جن کے دوست اور چاہنے والے ہی نہیں بلکہ ان کے دشمن بھی ان کی برکت سے زندہ ہیں اور سانس لے رہے ہیں اور روزی حاصل کر رہے ہیں وہ مہربان امام جو باپ سے زیادہ دل سوز' ماں سے زیادہ مہربان اور بھائی سے زیادہ مددگار ہے۔ وہ مہربان امام جن کے بارے میں معلوم ہے کہ ان کے آنے کے بعد کسی یتیم کی آنکھوں میں آنسو نہ ہو گا کوئی بھوک سے نہیں مرے گا۔ کوئی درد سے نہیں تڑپے گا۔ کوئی قید میں نہیں رہے گا، قرضدار اپنے قرض ادا کرنے سے عاجز نہیں رہے گا کسی مفلس کو سڑک پر سونا نہیں پڑے گا، دستر خوان بغیر روٹی کے نہیں رہے گا، وہ مہربان امام جو مظلومین کی طرف سے انتقام لینے والا اور تاریخ کے ستائے ہوئے لوگوں کی حمایت کرنے والا ہے وہ امام جن کا وعدہ ہے کہ مصیبتوں کو ختم کریں گے تکلیف کو دور فرمائے گے اور بے سروسامان کے امور انجام دیں گے ان کو شمشیر بکف اور خونخوار کی طرح معرفی کرانا ایک بہت بڑا ستم اور ناقابل معافی جرم ہے۔

اگر اب تک ان کی شمشیر برق رفتار کے بارے میں ہی گفتگو کرتے چلے آئے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ بارگاہ خداوندی میں توبہ واستغفار کریں اور خداوند متعال کے اس مظہر رحمت کی بارگاہ مقدس میں اتنی بڑی تہمت کے لئے معافی اور بخشش طلب کریں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت حجۃ ابن الحسن ارواحنا فداہ کا وجود مقدس جو کہ خاتم الاوصیاء ہیں، بالکل خاتم الانبیاء ﷺ رحمۃ اللعالمین [1] کی طرح ہے اور آپ کے القاب شریف کاشف البلویٰ، غوث، [2] رحمۃ اللہ الواسعۃ اور کھف...ہیں۔ یہ سارے القابات، روایات وادعیہ وزیارت میں حضرت کے لئے متواتر وارد ہوئے ہیں۔

اس زیارت جامعہ کبیرہ میں جس میں امام علی ابن محمد ہادی علیہ السلام نے امام شناسی کے عالی ترین معارف کو زیارت کے پیرائے میں بیان کر دیا ہے، اہلبیت پیامبر علیہم السلام کو معدن رحمت، اور نہایت درجہ بردبار و تواضع، کرم و محبت کے منبع اصلی، غموں کو دور کرنے والے، پریشانیوں کو آسان کرنے والے کے طور پر یاد کیا گیا ہے۔

آٹھویں امام حضرت رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

امام ہمنشین، ہمدل، اور پدر مہربان اور بھائی سے بڑھ کر مددگار ہے اور چھوٹے بچوں سے محبت کرنے والی نیکوکار ماں سے بڑھ کر مہربان اور بندگان خدا کی پناہگاہ ہے۔ [3]

پروردگار نے اس دور غیبت میں امام زمانہ ارواحنا فداہ کو ملجاو پناہگاہ اور بے چاروں اور مجبوروں کا دادرس قرار دیا ہے۔ وہ نجات بخش پیشوا ہے اور معتبر روایات کی روشنی میں

۱ "واکمل ذلك بابنه م ح م د رحمةً للعالمین": اور اسکو میں انکے فرزند م ح م د کے ذریعہ مکمل کرونگا، اس عنوان سے کہ وہ سارے جہاں کیلئے رحمت ہوگا اصول کافی ۵۲۸-۱ (حدیث لوح)

۲ زیارت آل یاسین (......والغوث والرحمۃ الواسعۃ)

۳ اصول کافی ۲۰۰-۱ (کتاب الحجۃ، باب نادرٌ جامعٌ فی فضل الامام وصفاتہ)

تمام لوگوں سے مہربان تر اور خوش خلق ہے وہ اپنے زمانہ ظہور میں مشفقانہ طور پر لوگوں کو دین حق کی طرف بلائینگے، کتب آسمانی کے حیرت انگریز علم کی تعلیم دینگے۔ وعظ و نصیحت اور عصری تعلیمات کے ذریعہ ہر جگہ پر اور ہر ایک پر حجت تمام کریں گے اس طرح کہ اگر کوئی تھوڑا سا بھی حق کو قبول کرنے کی آمادگی رکھتا ہوگا وہ راہ حق حاصل کرلے گا اسی وجہ سے بہت سارے اہل کتاب دھیرے دھیرے ان پر ایمان لے آئیں گے۔

مگر متوجہ رہیں کہ جس طرح پھول اور پودے پرورش پاتے ہیں انہیں کے ساتھ کچھ نقصاندہ گھاس بھی اُگ آتی ہیں اور پھول پودے کی راہ ارتقاء میں حائل ہوتی ہیں جنکو اکھاڑ پھینکنا بہت ضروری ہوتا ہے ایسا کرنا سوائے تیغ عدالتِ الٰہی کے ممکن نہیں ہے کیونکہ جب عدالت کرسی نشین ہوگی تو ظلم نیست و نابود ہو جائے گا تاکہ مظلومین و ستم دیدۂ تاریخ راحت کی سانس لے سکیں۔ ظالموں کا وہ گروہ جو کسی بھی طرح راہ مستقیم پر نہیں آتا نصیحت قبول نہیں کرتا اور کوئی بھی حربہ ان کی اصلاح میں موثر نہ ہو رہا ہو تو ان کو راستہ سے ہٹا دینا ضروری ہو جاتا ہے۔

کیا کبھی آپ نے سوچا ہے کہ کیوں آپ کے وجود مقدس کو "طاؤس اہل بہشت" [1] کے نام سے یاد کیا جاتا ہے شاید اس تشبیہ کی ایک لطافت یہ ہے کہ جب طاؤس اپنے پر کھول کر سامنے آتا ہے تو نظروں کو مبہوت کر دیتا ہے۔ حضرت علیہ السلام بھی ظہور فرمائیں گے تو اپنے ملکوتی وجود اور اپنی الٰہی سیرت سے دیکھنے والوں کو مبہوت اور عقلوں کو متحیر کر دیں گے۔

۱ بحار الانوار، ۹۱-۵۱

زیارت امام زمانہ ارواحنافداہ کے بعض حصوں میں پڑھتے ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلٰی رَبِیْعِ الانامِ وَنَضْرَۃِ الْاَیَّامِ

دلوں کی بہار اور دنوں کی طراوت پر سلام۔

دعائے عہد میں بھی ہم خداوند عالم سے چاہتے ہیں کہ:

خدایا! اس کے ہاتھوں سے اپنے شہروں کو آباد کردے اور اپنے بندوں کو سچی زندگی بخش دے۔

امام بہار دل و جاں اور باعث طراوت و شادابی اور چشمۂ حیات ہے اور انسان کی اصلی طبیعت و حیات ان کے ظہور مبارک سے آشکار ہو جائے گی اور وہی وہ موقع ہو گا کہ جب ہر ایک زندگی اور راحت کے اصلی مزے چکھے گا اور واقعاً اگر ایسا ہے تو آج جس طرح ہم زندگی گزار رہے ہیں اور اس سے دل کو خوش کر رہے ہیں وہ کیا ہے؟

ہمیں یقین کرنا چاہیئے کہ ابھی تک ہم ان نعمتوں سے واقف ہی نہیں ہیں جو آپ کے ظہور کے بعد عالم ہستی میں ملنے والی ہیں اور ہم جانتے ہی نہیں کہ اس یوسف گم گشتۂ عالم کے تمام ضرورتوں کو پورا کرنے والے ہاتھوں سے تمام نیکیاں، خیرات، برکات و کمالات اور حسن و جمال انسان کو بطور تحفہ ملنے والی ہیں اور حضرت کے ظہور مسعود پر انسان کو ایمان اور آسائش و امن کا ایسا تحفہ ملنے والا ہے جس کے تصور سے بھی ذہن انسان عاجز ہے۔ ذرا مندرجہ ذیل روایات پر غور کیجئے:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

مہدی کے زمانے میں میری امت ایسی نعمتوں سے بہرہ مند ہو گی جس کی

نظیر نہ دیکھی گئی ہو گی۔ [۱]

میں تم کو مہدی علیہ السلام کی بشارت دیتا ہوں جو لوگوں کی طرف بھیجا جائے گا اور زمین و آسمان میں رہنے والے اس سے راضی و خوشنود رہیں گے۔ [۲]

تمام امتیں اس کے زیر پناہ آجائینگی جیسے کہ شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ سے پناہ حاصل کرتی ہیں۔ وہ عدالت کو پوری دنیا میں عام کردے گا یہاں تک کہ صدر اسلام کی اس میں چمک دمک واپس آجائے گی وہ کسی سوئے ہوئے کو بلاوجہ جھنجھوڑ کر نہیں اٹھائیگا اور کسی کا ناحق خون نہیں بہائیگا۔ [۳]

لوگوں کے دلوں کو عبادت و اطاعت سے آشنا کرے گا عدالت کا دامن ہر جگہ پھیلا ہو گا۔ خدا اس کے ذریعہ جھوٹ کا قلعہ قمع کردے گا۔ درندگی و ستمگری کی خُو فنا ہو جائیگی اور ذلت و خواری کا طوق لوگوں کی گردن سے نکال دیا جائے گا۔ [۴]

کوئی بھی فقیر نہیں رہے گا لوگ صدقہ دینے کے لئے ضرورت مند کی جستجو کرینگے مگر پا نہ سکیں گے جس کو بھی مال پیش کرنا چاہیں گے وہ کہے

---

۱ منتخب الاثر ۔ ۴۷۳

۲ جامع احادیث الشیعہ، ۱-۳۴

۳ منتخب الاثر ۔ ۴۷۸

۴ بحارالانوار، ۵۱-۱۰۴

گا میں ضرورتمند نہیں ہوں۔ ۱

پرندے اپنے آشیانوں میں چہچہا رہے ہونگے مچھلیاں پانی میں اٹھکھیلیاں کرتی ہونگی سوکھے چشموں سے دوبارہ پانی ابل پڑے گا اور زمین کی پیداوار دوگنی ہوجائے گی۔ ۲

زمین و آسمان میں رہنے والے اس سے عشق کریں گے آسمان سے بارش زیادہ برسے گی زمین اپنے سبزوں کی ہریالی ہر جگہ پھیلائے ہوگی یہاں تک کہ زندہ لوگوں کی آرزو ہوگی اے کاش کہ گزشتہ لوگ زندہ ہوجاتے اور اس عدالت کا مشاہدہ کرتے۔ ۳

آسمان سے باران رحمت کا نزول رہے گا۔ زمین کے اندر کوئی بھی دانہ یوں ہی باقی نہ رہے گا اور ہر چیز اُگ آئیگی اس روز دولت کی بارش ہر ایک پر رہے گی اس طرح کہ ہر کوئی جو کہے گا! اے مہدی! مجھے عطا کیجئے؟ تو ان سے کہا جائے گا! جو چاہتے ہو لے لو۔ ۴

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں:

جب میرے فرزندوں میں سے ایک مرد کا ظہور ہوگا تو لوگوں کے امور

۱ مسند احمد ۵۳-۲

۲ بحارالانوار، ۳۰۴-۵۲

۳ التشریف بالمنن - ۱۴۶

۴ عقد الدّرر - ۱۹۵، باب ۷

میں ایسی آسانیاں پیدا ہوجائینگی کہ مردے بھی ایک دوسرے کے دیدار کو جائینگے اور اس کے ظہور کی بشارت ایک دوسرے کو سنائینگے۔ ۱

اس زمانے میں بارش خوب ہوگی زمین اپنے سبزے کو آشکار کردیگی دلوں سے کینہ توزی غائب ہوجائیگی درندے اور جانور گھل ملکر رہیں گے اس طرح کہ اگر ایک عورت بھی چاہے تو عراق سے شام تک کا سفر پیدل طے کرتی چلی جائے اور اس دور دراز راستے میں اتنی ہریالی ہوگی کہ اس کے قدم زمین سے اگنے والی گھاس پر ہی پڑیں گے باوجود یہ کہ اس کی زینت وزیور اس کے سر اور چہرے پر موجود ہوں گے کوئی بھی درندہ اس پر حملہ نہیں کرے گا اور وہ اس امن و امان سے بھرے راستے میں دل میں کوئی خوف وخطر لائے بغیر راستہ طے کرتی چلی جائیگی۔ ۲

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

جس وقت مہدی ظہور فرمائیں گے وہ پیراہن جو امیر المؤمنین علیہ السلام کے پیراہن کی طرح ہوگا زیب تن کرینگے اور مکمل طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر عمل فرمائیں گے۔ ۳

بعض روایات میں آیا ہے کہ امام زمان علیہ السلام کی تشریف آوری کی برکت

۱ کمال الدین ۶۵۳-۲، (باب ۵۷ ج ۱۷)

۲ مکیال المکارم ۱۰۱-۱

۳ بحارالانوار ۵۴-۷۴، کافی: ۴۱۱-۱

اور آپ کی سیرت و روش سے لوگ فقر و فاقہ سے نجات پا جائینگے اور دنیوی دولت سے بے نیاز ہو جائینگے حضرت لوگوں سے فرمائینگے: آؤ! یہ وہی چیز ہے کہ جس کے لئے تم اپنے رشتہ داروں سے جھگڑتے تھے اور اس کو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کا خون بہاتے تھے اور احکام کی حرمت کو پامال کرتے تھے اور اس چیز کو کہ جس کو خدا نے حرام قرار دیا تھا اس کے مرتکب ہوتے تھے۔ اس کے بعد اتنی دولت و ثروت لوگوں کو عطا کریں گے کہ دنیا میں اتنی دولت ان کو کسی نے نہ دیا ہوگا۔[1]

صحیح روایات کے مطابق آپ کے زمانۂ ظہور میں تمام بیماروں کو شفا حاصل ہو جائیگی اور اندھے بینا ہو جائینگے بارش بہ قدر مناسب برسے گی کوئی بھی زمین اس کرہ ارض پر باقی نہ رہے گی مگر یہ کہ وہ گل بوٹے سے سرسبز و شاداب رہے گی گویا کہ ایک سبز محفل سے زمین آراستہ و پیراستہ رہے گی تمام درخت میوہ دار ہو جائیں گے۔ جسم صحیح و سالم اور عمر طولانی ہو کر سو سال سے بھی زیادہ کی ہو جائیگی ایّام و سال کے اوقات دس گناہ زیادہ طویل ہو جائیں گے کسان اپنی کھیتی سے زیادہ سے زیادہ غلہ حاصل کریں گے۔ کینہ ہر دل سے دور رہے گا اور لوگ ایک دوسرے پر مہربان ہو جائیں گے نا یہ کہ صرف عقل انسانی کامل ہو جائے گی بلکہ حیوانات سے درندگی بھی سرزد نہیں ہو گی یہاں تک کہ بھیڑ اور بھیڑیا گائے اور شیر ایک دوسرے کے ساتھ مل کر زندگی بسر کریں گے دولت اس قدر فراوان ہو جائیگی اور حرص و طمع و لالچ اس طرح ختم ہو جائیں گے کہ صدقہ کے لئے

۱ غیبت نعمانی- ۳۴۲

کوئی فقیر بھی نہ ملے گا۔

بچے سانپ اور بچھو سے کھیلیں گے اور ان کی طرف سے ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی تمام برائیاں ختم ہو جائیں گی اور تمام لوگ خلوص دل کے ساتھ خداوند متعال کی عبادت کرینگے اور کسی کو اس کا شریک قرار نہیں دیں گے۔

تمام جغرافیائی پابندیاں ختم کر دی جائینگی اور پورا کرّہ زمین ایک حکومت و قانون کے زیر نگرانی ہو گا جو شخص جب چاہے گا مشرق و مغرب میں جہاں چاہے بغیر پابندی کے سفر کرنے پر قادر ہو گا کوئی بھی اس کو منع کرنے والا نہ ہو گا اور کیونکر ایسا نہ ہو گا؟ کیا خدا نے تمام موجودات و کائنات کو اس گھرانے کے صدقے میں خلق نہیں کیا ہے؟ حدیث کساء میں ہم قول خداوندی پڑھتے ہیں۔

اے میرے فرشتو اور اے آسمان کے ساکنو! یقیناً میں نے آسمان کا شامیانہ نہیں لگایا اور نہ زمین کا فرش بچھایا نہ چمکتے چاند اور درخشندہ ستارے نہ گھومتے فلک نہ بہتے دریا نہ اس میں چلتی کشتیوں کو پیدا کیا مگر یہ کہ پنجتن کی محبت میں خلق کیا۔[1]

اس نکتے کی یاد دہانی بھی لطف سے خالی نہیں ہے کہ روایات کے مطابق دنیا میں جو بھی خونریزیاں ہو نگی وہ زیادہ تر ظہور سے پہلے ہوں گی کہ جو ظاہراً اپنی مسلّط کردہ جنگ کی وجہ سے ہوں گی جو دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں آپس میں کریں گی جیسا کہ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

۱ ملحقات مفاتیح الجنان، حدیث شریف کساء

قیام قائم (عجل اللہ تعالیٰ) فرجہ سے پہلے ایسا کشت وخون ہو گا جو ایک لمحے کے لئے بھی نہیں تھمے گا۔[ا]

البتہ ہم آنحضرت کی شمشیر کے ساتھ قیام کا انکار نہیں کرتے کیونکہ متعدد روایات میں اس امر کی تاکید آئی ہے لیکن یہ بات حتمی ہے کہ امام عصر ارواحنا فداہ کی تیغ ذوالفقار اور حضرت علیہ السلام کی قوت قہریہ اُن لوگوں پر ٹوٹ کر برسے گی جنہوں نے مسلسل عدالت کا گلا گھونٹا ہے اور بے دریغ مظلومین و بے سہارا افراد کا خون بہایا ہے اولیاء الٰہی پر کفر وعناد کی تلوار چلائی کہ جو تلوار کی زبان کے علاوہ کوئی اور زبان سمجھتے ہی نہیں۔

اس پر کوئی دلیل موجود نہیں کہ عوام الناس جو گلیوں، کوچوں اور بازاروں میں پھرتے رہتے ہیں اپنی روز مرّہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے اور طلب معاش میں زحمت اٹھاتے رہتے ہیں، ان سے اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے چاہے غفلت کی بنا پر ناواقفیت یا کسی فریب میں آکر غلطی کر بیٹھیں اور ہرگز خدا یا اولیاء خدا کے سامنے گردن کٹوانے کا قصد نہیں ہے تو ایسے افراد، ظہور امام سے وحشت وہراس میں پڑ جائیں گے۔ اس پر کوئی دلیل نہیں ملتی اس لئے حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد نہ صرف یہ کے شیعوں کی اکثریت آنحضرت کا استقبال کریگی بلکہ دنیا کے زیادہ تر افراد اپنی پاک فطرت اور آنحضرت کی سیرت وروش وخصلت کے مشاہدے کے بعد ان کی طرف راغب ہو جائیں گے اور ان پر ایمان لے آئیں گے۔

طبیعی بات ہے کہ حضرت کے نام نامی سے شرک وکفر ونفاق میں ڈوبے افراد ہی

ا بحارالانوار ۵۲-۱۵۲ قرب الاسناد سے نقل ہے

لرزتے ہیں اور ان کے ظہور سے ہراساں ہیں جیسا کہ بنی عباس کے حکمراں (بالکل اس طرح کہ جیسے فرعون ولادت موسیٰ علیہ السلام سے خوفزدہ تھا) گیارہویں امام علیہ السلام پر پابندیاں عائد کرکے اور ان کو ان کے گھر میں نظر بند کرکے اپنے خیال خام میں امام موعود کو دنیا میں نہ آنے دینے اور اس فرزند آسمانی کو شہید کر دینے پر آمادہ تھے۔

ائمہ کرام علیہم السلام کی روایات میں مختلف تعبیرات کے ساتھ 'امر جدید' کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ جس کو امام ظہور کے بعد اپنے ساتھ لے کر آئینگے یہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ ابھی تک اسلام حقیقی لوگوں تک پہنچا ہی نہیں ہے۔

اگر معلّم کسی کلاس میں کسی سبب کی بنا پر نہ آئے اور اپنی کتاب کی تدریس نہ کرے تو کیا یہ بات صحیح ہوگی کہ جب وہ دوبارہ کلاس میں تدریس کے لئے آئے تو اس درس اور سبق کا امتحان لے جس کو اس نے پڑھایا ہی نہیں؟ کیا مہربان ترین معلّم بشریت کہ جو مکمل نجات اور ہدایت وتربیت انسانی کے لئے ظاہر ہونے والا ہے، اس سے ایسے عمل کی توقع کی جاسکتی ہے؟ یہ بات صحیح ہے کہ امام علیہ السلام ظلم وستم کے سربراہوں اور اس

ا یہ ہمارے لئے تنبیہ ہے تاکہ ہم امام شناسی کے مصدر کو پہنچانیں اور اپنی معرفت کے ستون کو محکم کریں اور امام کے لئے تسلیم ورضا کے جذبے کو مستحکم کریں اور یقین رکھیں کہ امام عصر علیہ السلام ہی حق مطلق ہیں اور جو کچھ بھی ان کے لب ہائے مبارک سے باہر نکلتا ہے وہی کلام خدا اور حقیقت دین ہے۔ حق امام کے ساتھ امام میں اور امام ہی کی طرف ہے۔ کتنے بڑے گمراہ اور شقی ہیں وہ افراد کہ جو قرآن وسنت کہ جو خود ان کے بیمار ذہن کی ساختہ نہ یہ کہ سنت واقعی کے ساتھ ہے ولی عصر علیہ السلام سے زمانہ ظہور میں بحث وجدل کرنے پر آمادہ ہونگے۔ روایات کی بنیاد پر امام علیہ السلام کو ایسی

ظلمت کے بانیوں سے سختی کے ساتھ باز پرس کرینگے لیکن لوگوں کی وہ اکثریت جو ان ظالموں کے ظلم کا شکار ہوگئے ہیں امام علیہ السلام ان کو ہدایت کی تلقین فرمائیں گے۔

امام علیہ السلام کی شمیر سے خوف کا تذکرہ خصوصاً شیعہ معاشرے میں بڑے ہی عجیب انداز میں ملتا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں ہم اتنے خوفزدہ ہوتے ہیں جبکہ ہم بارہا امام عصر علیہ السلام اور دیگر ائمہ طاہرین علیہم السلام کے وجود مقدس سے متوسل ہوتے رہتے ہیں اور یہ بزرگواران ہمارے حالات سے آشنائی اور ہمارے گناہوں، غلطیوں اور خطاؤں سے واقف ہونے کے باوجود ہمارے ساتھ کیسابرتاؤ کرتے ہیں اور اپنی بارگاہ سے بھگاتے نہیں ہیں اور ہماری حاجات کو پورا فرماتے ہیں ان تمام لطف و کرم کے باوجود ہماری اپنے امام معصوم علیہ السلام سے ڈرنے یا خوفزدہ ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

خداوند متعال اپنے پیغمبر سے حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں شب معراج فرماتا ہے:

وہ میرے حلال کو حلال اور میرے حرام کو حرام کرے گا میں اس کے ذریعہ

اذیت اس طرح کے افراد کی طرف سے برداشت کرنی پڑے گی جو آزار اذیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑنے والی اذیت سے بھی زیادہ ہوگی کیونکہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے افراد کی طرف مبعوث ہوئے تھے جو اپنے جہل بسیط کے ساتھ لکڑی اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے لیکن یہ امت ۱۴ سو سال سے جعلسازی کا معجون کھاتی چلی آرہی ہے اور تفسیر بہ رائ خرافات و بدعات کو بہ نام اسلام پہچانتی آرہی ہے اور اس پر عمل پیرا بھی ہے اس لئے یہ طبیعی بات ہے کہ ایسے بعض افراد کے لئے حقیقی اسلام کو پہچاننا بہت مشکل ہو گا۔

ہی اپنے دشمنوں سے انتقام لونگا اس کے آنے پر اولیاء خدا و بندگان خدا کو راحت ملیگی اور آپ کے شیعوں کے دردمند دلوں کو شفا مل جائے گی۔[1]

امام صادق علیہ السلام ابراہیم کرخی سے فرماتے ہیں:

ابراہیم وہ ایک شدید دشوار اور ایک طولانی مصیبت اور خوف و وحشت و اضطراب کے بعد شیعوں کے غم واندوہ کو دور کریگا۔[2]

تعجب ہے ہم کیسے یقین کریں کہ وہ مہربان پیشوا جو درگاہ خداوندی میں اپنے خطاکار چاہنے والوں کے لئے دعا کرتا ہے اور جو اس لئے آئیگا تاکہ مصیبت زدہ شیعوں کے دلوں کو شفا عنایت کرے اور ان سے غم واندوہ کو دور کرے وہ ظہور کے بعد آتے ہی ان کو تہہ تیغ کرنا شروع کردیگا۔ سید ابن طاوؤس فرماتے ہیں کہ بہ وقت سحر میں نے سرداب مقدس (سامرہ) میں حضرت صاحب الزمان علیہ السلام سے یہ دعا سنی:

خدایا: ہمارے شیعہ ہمارے انوار کا پرتو اور باقی ماندہ طینت سے پیدا کئے گئے ہیں انہوں نے بہت زیادہ گناہ ہماری محبت ولایت پر بھروسہ کرتے ہوئے کرلئے ہیں اگر ان گناہوں کا تعلق مجھ سے (حق اللہ) ہے تو درگزر فرما کہ اس صورت میں ہماری خوشنودی کا باعث ہوگا اور اگر انہوں نے آپس میں زیادتیاں کی ہیں تو ان کے درمیان اصلاح فرما اور میرے خمس کا

۱ بحارالانوار:۳۶-۲۴۵

۲ بحارالانوار جلد۱۴۴-۱۵

حصہ بھی ان کو دیدے تا کہ راضی ہو جائیں اور ان کو بہشت میں داخل فرما اور جہنم کی آگ سے نجات دیدے اور ان کو اور ہمارے دشمنوں کو اپنے عذاب و غضب میں جمع نہ فرمانا۔[1]

یقینی طور پر امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی تمام شیعوں (جو کہ ان کے معنوی فرزند ہیں) پر نظر عنایت ہے جس کی بہت ساری مثالیں معصومین کی روایات میں پائی جاتی ہیں جیسا کہ فرماتے ہیں:

ہم تمہاری خوشی میں خوش اور تمہارے غم میں غمگین ہوتے ہیں۔[2]

آٹھویں امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہمارے شیعوں میں سے کوئی بیمار نہیں پڑتا مگر یہ کہ ہم بھی ان کی بیماری میں بیمار ہوتے ہیں اور غمگین نہیں ہوتا مگر یہ کہ ہم بھی ان کے غم میں محزون ہوتے ہیں اور خوش نہیں ہوتا مگر یہ کہ ہم بھی ان کی خوشی میں خوش ہوتے ہیں۔[3]

ذہن نشین رہے کہ ہم اس بات سے لوگوں میں گناہوں کی طرف راغب ہونے کا رجحان پیدا نہیں کر رہے ہیں۔ کیونکہ شیعوں کے گناہ حضرت صاحب الزّمان علیہ السلام کو

---

١ بحارالانوار ۳۰۲-۵۳، جنۃ المأوٰی، حکایت ۵۵

٢ بحارالانوار ۱۴۱-۲۶: ۱۴۰ نقل از بصائر الدرجات

٣ بحارالانوار، ۱۴۰ اور ۱۵۴ بصائر الدرجات اور مشارقُ انوار الیقین سے نقل ہے

رنجیدہ و آزردہ خاطر کرتے ہیں لیکن یہ بدیہی بات مدّ نظر رہے کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے تمام اصحاب سلمان و ابوذر و مقداد کے ہم پلّہ نہ تھے اور امام صادق علیہ السلام کے دوست و شاگرد زُرارہ و ہشام بن حکم کی طرح نہ تھے کیونکہ ائمہ کرام علیہم السلام کے چاہنے والوں میں اطاعت گزار اور گناہ کرنے والے افراد بھی تھے عادل بھی تھے اور فاسق بھی تھے تو کیا ائمہ اطہار علیہم السلام نے اپنے ان دوستوں اور ارادتمندوں کو جس سے گناہ سرزد ہو جاتا تھا، چھوڑ دیا تھا یا ان پر شمشیر کشی کی تھی؟ حتمی طور پر اس کا جواب منفی ہی ہو گا۔

حتی بعض روایات ایک جہت سے شیعیان و محبین امام عصر علیہ السلام کو بقیہ ائمہ علیہم السلام پر ترجیح دیتی نظر آتی ہیں کیونکہ وہ لوگ ائمہ کی موجودگی میں زندگی بسر کرتے تھے اور ان کے وجود مبارک سے ظاہری طور پر استفادہ کر سکتے تھے اور سوال جواب حاصل کر سکتے تھے ائمہ کی زیارت ان کے لئے ممکن تھی لیکن اس دور غیبت میں شیعہ اس بچے کی طرح ہیں جس کا مہربان باپ سفر پر چلا گیا ہو اور اس کا سایہ عاطفت اس کے سر پر نہ ہو۔

سید حلاّوی[1] نے اپنے ایک قصیدے کے ضمن میں شیعوں کی مشکلات اور ان کے رنج و غم و مصائب و تکلیف کی شکایت امام عصر ارواحنا فداہ کی بارگاہ میں پیش کیا اور اس قصیدے کو کئی ایک مجالس میں پڑھا گیا۔ نجف اشرف کے ایک بزرگ جن کو حضرت ولی عصر علیہ السلام کی خدمت میں مشرف ہونے کا موقع ملا ان سے حضرت نے فرمایا کہ 'سید حیدر'

---

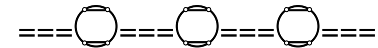
١ سید حیدر بن سید سلیمان حلّی (۱۲۴۶-۱۳۰۴) تاریخ شیعیت کے مشہور ترین شعراء میں شمار کئے ہوتے ہیں۔

سے کہو: اتنا میرے دل کو نہ تڑپاؤ – یہ کام میرے بس میں نہیں ہے خدا کے ہاتھوں میں ہے دعا کرتے رہو تا کہ خداوند عالم میرے ظہور میں آسانیاں پیدا کر دے۔[1]

خلاصہ یہ کہ ہمیں وجود مقدس حضرت مہدی علیہ السلام پر نکتہ چینی سے گریز کرنا چاہئے اور ان کی غیر واقعی اور سخت گیر تصویر کو لوگوں کے ذہن میں پیدا نہیں ہونے دینا چاہئے اور ان کے دوستوں اور دنیا کے عدالت پسند لوگوں کو ان کے ظہور سے ڈرانے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

لوگوں کے درمیان ظہور امام کے سلسلے میں خوف وہراس کا ماحول پیدا کرنا انسانی شیطنت کے ذریعہ بالکل ویسے ہی ہے جیسے کچھ اوباش وغنڈے کسی خاندان کے جوان کو فریب ودھوکے سے اس کے خاندان سے دور کر کے غلط راستوں کا راہی بنا دیں اور جب کبھی یہ جوان اپنے خاندان کی طرف واپس پلٹنا بھی چاہے تو اس سے کہا جائے کہ: اگر تم واپس جاؤگے تو تمہارا باپ تم کو سزا دے گا اور ممکن ہے کہ قتل بھی کر دے۔

شیطانی نمائندوں نے بشریت کو براہ راست اپنے پدر معنوی کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے سے محروم کر دیا ہے اور اس خیال سے کہ کہیں واپس پلٹ نہ جائے اس کو شمشیر سے خوفزدہ کرتے رہتے ہیں۔



۱ بحارالانوار ۳۳۶-۵۳:۳۳۱ (جنۃ المأویٰ، الفائدۃ الثانیہ)

ہماری خود ساختہ محرومیّت

محرومیت: امام سے بے توجہی کے سبب

ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران الٰہی انسانوں کی ہدایت کے لئے مامور کئے گئے اس کے مقابل میں انسانوں نے ان نورانی سفیروں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ بعض کو آرے سے دو ٹکڑے کر دیا! بعض کو زندہ ہی آگ میں جلا دیا! بعض کا مظلومانہ طریقے سے سر قلم کر دیا! کچھ کو مجنون وساحر کا نام دے ڈالا اور باقی کو جھٹلا دیا اور سوائے چند مؤمنین کے ان پر ایمان لانے والا کوئی نہ تھا۔

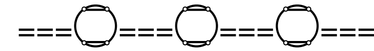
شیعوں کے مظلوم ومعصوم گیارہ ائمہ کو بھی حاکمان جور وستم نے یکے بعد دیگرے مظلومانہ وغریبانہ طور پر شہید کر دیا۔

اب عالم بشریت کے سامنے صرف ایک ہی سہارا ہے فقط ایک ہی نجات دہندہ انسانوں کے لئے باقی بچا ہے اس کے علاوہ نجات کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے اس لئے چاہئے کہ روئے زمین پر باقی اس ذخیرۂ خدا کی (جو وارث کمالات انبیاء واولیاء الٰہی اور ان کا ثمرہ بھی ہے) پناہ حاصل کریں اور اس امام عظیم کی بارگاہ مقدس سے (کہ جو ہادی ومہدی ہے) اپنے آپ کو متمسک کر لیں۔

ایک بہت بڑا درد شیعہ معاشرے کا یہ ہے کہ نسلاً بعد نسلٍ وہ غیبت امام سے بے حس ہوتی جا رہی ہے اور اس با اہمیت امر کو عادتاً اختیار کر رکھا ہے بہت سے لوگ تو یہ

گمان کرتے ہیں کہ غیبت امام عصر علیہ السلام اور اس کا جاری رہنا حتمی مقدر ہے اور مخالفین و موافقین کے کردار سے اصل غیبت اور اس کے طولانی ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اس بنیادی نکتے کی طرف توجہ نہایت ضروری ہے کہ خداوند عالم نے انسان کو مختار اور خیر و شر کے درمیان فیصلہ کرنے والی قوت کے ساتھ پیدا کیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ثواب و عقاب بے معنیٰ ہوتا اور بہشت و جہنم حساب و کتاب کا مرحلہ عبث اور بیکار ہوتا اور گناہگاروں سے مؤاخذہ و بازپرس نہ ہوتی اور انہیں سزا نہ ملتی اور نیک عمل والے انعام و اکرام و ثواب کے مستحق نہ قرار پاتے اسی لئے خداوند عالم نے انسان کو انبیاء کی دعوت قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا ہے اور پیغمبران الٰہی بھی صرف بشارت اور تنبیہ سے کام لیتے رہے ائمہ معصومین علیہم السلام کا بھی یہی طریقہ کار رہا بلکہ ہم تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر انبیاء علیہم السلام دعوت الٰہی کے ابلاغ اور لوگوں کے مراجعات پر مامور تھے تو یہ مرحلہ ائمہ کے سلسلہ میں بالکل برعکس ہے۔



تمسک ہی سعادت کا ذریعہ ہے

ہمارے ائمہ علیہم السلام سے جو روایات ہم تک پہنچی ہیں ان میں امام کو کعبہ کی طرح بتایا گیا ہے۔ لوگ بیت الٰہی کی زیارت کے لئے سفر کی تکلیف برداشت کرتے ہیں اور جان و دل سے خانۂ حق کے اطراف طواف کرتے ہیں مگر کبھی کعبہ کسی کی زیارت کے لئے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا۔

اگر خداوند تبارک و تعالیٰ اور ہمارے معصوم رہبروں نے حضرت سید الشہدا علیہ السلام کے شہادت پر فائز ہونے یا غیبت امام عصر علیہ السلام کے بارے میں ان کے پیدا ہونے سے پہلے ہی جو کچھ بھی بتایا ہے کہ لوگ ان کے ساتھ کیا سلوک کریں گے یا کیا واقع ہونے والا ہے 'تو اس کے بارے میں صرف خبر دی ہے جس کے معنی ہرگز یہ نہیں ہوتے کہ ہم جبر کے قائل ہو جائیں اور یہ تصور کرنے لگیں کہ حتمًا ایسا ہو کر رہے گا کیونکہ شاید یہ ممکن ہے کہ ان مطالب کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہو کہ لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کریں اور ان حوادث کے پیش آنے سے پہلے ہی انہیں ان کی غلطی کی طرف متوجہ کریں اور اس طرح وہ اپنے غلط برتاؤ سے پلٹ جائیں یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی مہربان باپ اپنے فرزند کو نصیحت کرتا ہے اور اس کو منحرف دوستوں کی ہمنشینی کے نقصانات اور غلط راستوں کے انتخاب اور ملحد مکتبۂ فکر سے آشنائی کے برے نتائج سے آگاہ کرتا ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ بعض افراد یہ گمان کرتے ہیں کہ امام عصر علیہ السلام اللہ کی حتمی تقدیر کی بنیاد پر لوگوں کی نگاہوں سے غائب ہوئے ہیں اور جب تک خدا چاہے گا وہ پس

پردہ ہی رہیں گے اور اس درمیان ہمیں چاہیۓ کہ اپنے انفرادی وظائف پر عمل کرتے رہیں۔ بعض افراد کچھ اس طرح کہتے نظر آتے ہیں کہ جناب جب خدا چاہے گا وہ تشریف لے آئیں گے اور دنیا کی اصلاح فرمادیں گے اور بعض دیگر افراد اس طرح کہتے ہیں: 'ابھی دنیا آمادہ نہیں ہے اور ان کے لئے زمین ہموار نہیں ہے اور یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کس وقت تشریف لائیں گے۔'

ان دونوں گروہ سے کہنا چاہیۓ: اگر یہ بات ہے کہ ظہور امام زمانہ علیہ السلام کا رشتہ بعض خدارسیدہ افراد کی دُعا سے نہیں ہے تو پھر حضرات ائمہ علیہم السلام کی روایتوں میں عالم بشریت کے نجات دہندہ کے ظہور کے لئے اتنی زیادہ دعاؤں کی تاکید کیوں کی گئی ہے؟ کیا قرآن میں ایک سنت الٰہی کے عنوان سے تاکید نہیں آئی ہے کہ:

خدا کسی قوم کی تقدیر کو نہیں بدلتا مگر یہ کہ وہ خود اس تبدیلی کو اپنے اندر نہ لے آئیں۔[1]

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنی عمر شریف کے آخری ایّام میں وارد ہونے والی ایک حدیث میں اپنے ایک صحابی سے خطاب کرتے ہوئے اور اسکو لوگوں پر پڑنے والی مشکلات سے ہوشیار کرتے ہوئے سترّویں ہجری کو مصیبتوں کے خاتمے اور آسانیاں فراہم کرنے والا سال قرار دیا۔[2]

اسی لئے امام باقر علیہ السلام کے زمانے میں ابوحمزہ ثمالی نے امام سے عرض کیا: مولا

۱ رعد(۱۳)/۱۱

۲ بحارالانوار ۲۲۳/۴۲

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ سترّویں سال میں آسانیاں پیدا ہو جائیں گی تو کیوں یہ آسانیاں فراہم نہ ہو سکیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر لوگ اپنے زمانے کے امام کی طرف متوجہ ہو جاتے تو اسی سال کام اپنی اصلی منزل تک یعنی امام کی امامت تک پلٹ آتا مگر حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے تنہا رہ جانے کی بنا پر یہ امر سنہ ۱۴۰ھ تک کے لئے مؤخر کر دیا گیا۔ پھر اس سال بھی لوگوں نے اتنا حفاظت اسرار اور امام زمانہ علیہ السلام سے کیئے ہوئے وعدے کی وفا میں بے توجہی اختیار کی کہ یہ امر پھر تاخیر میں چلا گیا اور اب ہمارے نزدیک اس کا کوئی معین وقت نہیں ہے۔[1]

وہ وجوہات جن کی بنا پر بشریت نے اپنے آپ کو ایک بہت بڑی الٰہی نعمت سے محروم کر لیا وہ بہت زیادہ ہیں جن کا احصاء اس مقام پر ممکن نہین ہے حقیقت یہ ہے کہ اس بہت بڑی مصیبت و محرومیت کا نقطۂ آغاز حضرت علی علیہ السلام کی خلافت و جانشینی کے بارے میں حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو فراموش کرنے اور باب علم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بند کرنے اور خانۂ سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کے در پر آگ لگانے سے ہوا ہے۔ یہی وہ مصیبت ہے کہ جسکا تاوان بشریت ابھی تک دے رہی ہے اور اس کا تازیانہ برداشت کرتی چلی آرہی ہے یہ صحیح ہے کہ بعض گروہوں نے ریاست طلبی کی لالچ میں اور زعم قدرت میں آکر سقیفہ کا کوڑے دان کھول دیا مگر جس جس نے اس امر میں سکوت کیا وہ بھی امیر المؤمنین علیہ السلام کی خانہ نشینی اور ان کی زوجۂ محترم کی شہادت میں برابر کا شریک ہے۔

اس طرح بشریت غصب خلافت کے ساتھ بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہوگئی۔

۱ بحارالانوار ۴: ۱۱۴

اسی لئے زیارت عاشورہ (جو کہ برأت شیعہ کا منشور ہے) میں متعدد بار محمد و آل محمد علیہم السلام کے حقوق کو غصب (جو کہ حقیقت میں عالم بشریت کے حق میں بہت بڑا ظلم ہے) کرنے والوں سے بیزاری و نفرین کا ذکر ہوا ہے۔

اگر ائمہ اطہار علیہم السلام یکے بعد دیگرے حاکمان جور کے ہاتھوں مظلومانہ و غریبانہ طور پر شہید ہوتے رہے اور حضرت مہدی علیہ السلام بھی طاغوتوں اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوگئے تو یہ تقدیر الٰہی کی بنا پر نہیں ہے بلکہ خود لوگوں کے انتخاب کی وجہ سے ہے۔

ایک روایت میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

قضائے حتمیٔ خداوندی یہ ہے کہ اگر وہ کسی کو نعمت عطا کرتا ہے تو جب تک گناہ سرزد نہ ہو جو سلب نعمت کا باعث بنتا ہے تب تک نعمت سلب نہیں کرتا۔[1]

نیز امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر خدا لوگوں پر غضب ناک ہوتا ہے تو ہم (اہل بیت علیہم السلام) کو ان کے درمیان سے ہٹا دیتا ہے۔[2]

وہ چیز جو نہیں ہونی چاہیئے تھی وہی ہوئی اور انسانیت نے ایک بہت بڑی نعمت الٰہی کو اپنے ہی ہاتھوں سے گنوا دیا نتیجہ میں یہ خود ساختہ محرومیت آج تک چلی آرہی ہے۔

۱ تفسیر عیاشی: ۲، سورہ رعد: آیت ۱۱

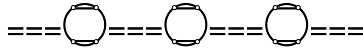
۲ اصول کافی ۳۴۳/۱ (کتاب الحجۃ، باب فی الغیبۃ، ۸۰، ح ۳۱

اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ اس مشکل سے نکلنے کا کیا راستہ ہے؟ کیسے اپنی ہی لائی ہوئی محرومیت سے نجات حاصل کرکے زمانۂ غیبت کے اندھیرے راستے سے نکل کر ظہور کی نورانی دنیا تک پہنچ جائیں؟

کیسے حیات واقعی کو واپس لایا جائے؟ کیا ممکن ہے کہ ایک ہزار چار سو سالہ اس زخم پر مرہم رکھ کر اسکا علاج کیا جائے؟

جب ایسے حالات ہیں تو بہترین راستہ یہی ہے کہ خاندان وحی علیہم السلام کے نورانی کلمات اور منجی عالم کے یگانہ پیغامات کی طرف رجوع کیا جائے خوش قسمتی اور لطف پروردگار سے ہمارے مہربان اور دلسوز آئمہ نے صدر اسلام سے اور خاص طور پر امام زمانہ ارواحنا فداہ نے شروعِ غَیبت سے واضح طور پر راہ نجات کو مشخص کر دیا ہے اور چونکہ ہدایت امام کی ذمہ داری ہے لہٰذا امام نے راہنمائی سے دریغ ہر گز نہیں کیا ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ ان قوانین پر عمل ہی اس مسدود زمانے اور خود ساختہ محرومیت میں راہ نجات ہے اور سعادت کا ضامن ہے اور اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی عزت ہے اور عاقبت بہ خیر ہونے کی شرط اولین اور الٰہی صراط مستقیم پر گامزن رہنے کا ذریعہ ہے کیونکہ روحِ تشیع اپنے امام کی بے چون وچرا اطاعت ہی میں مضمر ہے۔



نجات کے راستے کی نشانیاں

اگر ہمارا مقصد یہ ہو کہ ہم ظہور میں تعجیل کے اسباب اور حضرت صاحب الزمان سے ملاقات کے ایّام کو دریافت کریں تو ہمیں چاہئے کہ ہم حضرت سے وارد ہونے والی توقیعات، رؤیائے صادقہ، مکاشفاتِ رحمانی اور جن لوگوں نے ولیٔ خدا کے محضر مبارک میں شرفیابی پائی ہے ان کے بارے میں غور و فکر کریں جب ہم ایسا کریں گے تو رہنمائی کے تین دستے اس امام وہمام کے سلسلے میں قابل توجہ ہونگے۔

(۱) غیبت صغریٰ کے ایّام

(۲) امام علیہ السلام کی جانب سے شیخ مفید کے نام سے آنے والے خط کا زمانہ۔

(۳) خطوط کے صدور کے زمانے سے آج تک کا دور۔

امام زمانہ ارواحنا فداہ کے فرامین غیبت صغریٰ میں:

امام عصر علیہ السلام زمانۂ غیبت صغریٰ میں اپنے دوسرے وکیل محمد بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے تمام شیعوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ظہور کے لئے زیادہ سے زیادہ دعا کرو کہ اسی میں تمہاری آسانیاں اور بھلائی ہے۔[۱]

۱ کمال الدین ۴۸۵-۲(باب ۴۵، ح ۳) احتجاج ۴۹۹-۲۔

بحارالانوار، ۵۳: ۱۸۱-۱۸۲

امام علیہ السلام کے اس فرمان میں دو اہم نکتے موجود ہیں:

۱۔ کثرت دعا: یعنی کم دعا اور کچھ وقت تک کی دعاء پر اکتفانہ کیا جائے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان کے آنے کے منتظر افراد ان کے انتظار سے دل ملول نہیں ہوتے اور ظہور کی تمنّا سے گھبراتے نہیں ہیں۔

۲۔ تمام امور میں آسانیاں اور کشادگی صرف اور صرف امام علیہ السلام کے ظہور ہی سے وابستہ ہے۔

کتاب شریف مکیال المکارم میں آیا ہے:

جس وقت اسلامی ممالک پر کفّار مسلط تھے اور لوگ شدید غم و آلام میں زندگی گزار رہے تھے ایک باایمان و پارسا عورت نے ایک بزرگ عالم کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرمارہے تھے:

اگر مؤمن اپنی نماز کے بعد۔ اسی طرح جیسا کہ جب مریض یا مقروض یا کسی دوسری مصیبت سے دوچار شخص مشکلات سے نجات کے لئے رورو کر دعا کرتا ہے۔ اپنے مولا کے ظہور کے لئے مسلسل دعا کرے۔ اس طرح کہ امام زمانہ ارواحنا فداہ کی جدائی نے اس کو رنجیدہ خاطر اور بے چین اور اس کے دل کو شکستہ اور اس کے حالات کو پریشان کر دیا ہے تو یہ دعا ایسے حالات میں دو امر کا سبب ہوگی یا تو امام علیہ السلام جلد ظہور کریں گے یا دعا کنندہ مؤمن کے غم و آلام برطرف ہوجائیں گے، اسے پریشانیوں اور فتنوں سے

نجات مل جائیگی اور خوشحالی واپس آجائے گی۔۱؎

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے احمد بن اسحاق قمی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

خدا کی قسم، میرے فرزند کے لئے ایسی غیبت ہوگی جس میں کوئی بھی ہلاکت و نابودی سے نجات نہیں پاسکتا مگر وہ شخص کہ جس کو خدا عقیدۂ امامت پر ثابت قدم رکھے اور جسکو ظہور کے لئے دعا کرنے کی توفیق عطا کرے۔۲؎

اگر غیبت صغریٰ کے زمانے میں امام علیہ السلام کی فرمائشات پر عمل کرلیا جاتا تو حتمی طور پر اپنی ہی لائی ہوئی محرومیت سے نجات و رہائی مل چکی ہوتی لیکن ہائے افسوس آپ کے بتائے ہوئے راستے پر عمل نہ کیا گیا اور اس طرح غیبت اور طولانی ہوتی چلی گئی نیز اگر لوگ امام زمانہ علیہ السلام کے شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ کو لکھے ہوئے خط پر عمل پیرا ہو جاتے تو نجات کا سرمایہ حاصل ہو جاتا اور دیدار کی سعادت میں تاخیر نہ ہوتی لیکن افسوس ابھی تک شیعوں نے ان راستوں پر ویسا عمل جیسا کرنا چاہیئے تھا، نہیں کیا اور نجات کے اس واحد راستہ کو جو امام عصر علیہ السلام کی امامت پر یقین اور تعجیل ظہور کی دعاء کے ذریعہ حاصل ہو سکتا تھا، اختیار نہیں کیا۔

---

۱ مکیال المکارم ر۱: ۴۶۰

۲ کمال الدین ۲: ۳۸۴ (باب ۳۸، ح۱)

حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کا ایک خط، شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ کو خطاب کرتے ہوئے

یہ خط غیبت کبریٰ کے شروعاتی دور میں شیخ ابو عبد اللہ محمد بن نعمان مفید رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ تاریخ شیعیت کے بزرگترین فقہاء میں شمار ہوتے ہیں) کو حاصل ہوا۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ امام علیہ السلام نے اِس خط میں اُس مقدار غَیبت (یعنی شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک کے ۹۰ سال) کو بھی تاخیر کا نام دیا ہے اور لوگوں کو بیدار کرنے کے لئے بڑے اہم نکات کی یاد دہانی کرائی ہیں۔ چونکہ یہ خط بہت طولانی ہے اس لئے ہم اس کے کچھ حصہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

اگر ہمارے شیعہ، خدا ان کو اپنی اطاعت کی توفیق کرامت فرمائے۔ ایک دل ہو کر اپنے عہد و پیمان پر اکٹھا ہو جاتے تو ہماری ملاقات میں تاخیر نہ ہوتی اور دیدار کی سعادت اور مشاہدے کی معرفت حاصل ہو جاتی اور جلد ہی ہمارے دیدار سے شرفیاب ہو جاتے۔ وہ چیز کہ جس نے ہم کو ان سے دور کر رکھا ہے (اور جو غیبت کے طولانی ہونے کا سبب بنا ہے) وہ گناہ اور خطائیں ہیں جو سرزد ہوتی رہتی ہیں جبکہ ہم ان سے ایسی توقع نہیں رکھتے۔۱؎

خط کے اس حصے میں دو اہم نکتے قابل توجہ ہیں:

---

۱ بحارالانوار، ۱۵۳-۱۷۶

۱۔ امام زمانہ علیہ السلام کی فرمانبرداری اور وفاداری میں کوتاہی۔

۲۔ شیعوں کا مرتکب گناہ ہونا۔

اسی اہم نکتہ کی یاد دہانی نہایت ضروری ہے کہ تمام گناہوں کا سرچشمہ آستان مقدس امام عصر ارواحنا فداہ کے سلسلے میں اپنے وظائف کو انجام نہ دینا ہے۔[۱]

یہ خط سنہ ۴۱۲ھ کے اواخر میں صادر ہوا اور آج ہزار سال سے زیادہ گزر جانے کے باوجود آج تک کونسا اجتماع اور کونسا اتحاد اپنے اس عہد و پیمان کو وفا کرنے کے لئے ہوا ہے جسے شیعوں نے اپنے پیشوا سے کیا ہے؟

افسوس! ہماری کوتاہی اور پیمان الٰہی سے عدم وفا نے شیعوں کو اور دنیائے بشریت کو عظیم ترین نعمت الٰہی سے محروم کر دیا اور یہ غفلت کا سلسلہ ابھی تک چلا آرہا ہے آپ ہی حضرت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

غیبت کے زمانہ میں مجھ سے استفادہ کرنا سورج سے استفادہ کرنے کی طرح ہے جب اس کو بادل دیکھنے والوں سے پوشیدہ کر دیتا ہے۔[۲]

حضرت کے اس فرمان مبارک کی روشنی میں سورج کی غیبت کے سبب کو بادلوں کے درمیان تلاش کرنا چاہئیے ورنہ آفتاب اپنی ماہیت کے اعتبار سے ہمیشہ قابل رؤیت

۱ حدیث نبوی۔ پہلے تذکرہ ہو چکا ہے

۲ کمال الدین، ج ۲، ۴۸۵ (باب ۴۵ ح ۴) بحار الانوار: ۱۸۱-۵۳

رہتا ہے۔ خورشید امامت کا وجود بھی سر تا پا لطف و رحمت ہے۔ یہ تو لوگ ہیں کہ ان کی الٰہی حکومت قبول کرنے پر آمادگی ظاہر نہیں کرتے اور گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے ان کے وجود نازنین کو اپنی غفلت و معصیت کے سیاہ پردے کے پیچھے پوشیدہ کر دیتے ہیں۔ اسی لئے شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام عصر علیہ السلام کی غیبت کی وجہ کو خداوند یا خود آپ کی طرف سے تصور نہیں کرنا چاہیے۔

شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں کہ: چونکہ حق کے نابود ہو جانے اور لوگوں کا ان کی اطاعت نہ کرنے کا خوف ہی باعثِ غیبت ہے لہٰذا جس وقت یہ سبب زائل ہو جائیگا اور لوگ ان کی اطاعت کی طرف مائل اور ان کے سامنے تسلیم ہو جائیں گے تو ظہور واجب ہو جائے گا۔[۱]

خواجہ نصیر الدین طوسی رحمۃ اللہ علیہ کا اس حقیقت کی وضاحت میں بڑا ہی مشہور جملہ ہے:

وُجُودُہٗ لُطْفٌ وَ تَصَرُّفُہٗ لُطْفٌ آخَرُ وَعَدَمُہٗ مِنَّا.[۲]

وجود امام لطف پروردگار ہے اور ان کا لوگوں کی ہدایت کرنا دوسرا لطف الٰہی ہے اور ان کی غیبت ہماری وجہ سے ہے۔

۱ بحار الانوار ۵۲: ۹۲، ح ۷

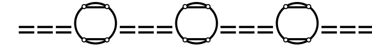
۲ کشف المراد، ۳۶۲

اس تعبیر کے لئے فصل الخطاب حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کا آسمانی کلام ہے کہ جس میں لوگوں کے سکوت اور عملی بے حسی کی مذمت کی گئی ہے جس کی وجہ سے امیر المؤمنین کو خانہ نشین ہونا پڑا تھا۔

مَثَلُ الْاِمَامِ مَثَلُ الْكَعْبَةِ اِذْ تُؤْتٰى وَلَا تَاْتِيْ[1]

امام کعبہ کی طرح ہے کہ اس کی طرف جایا جاتا ہے وہ کسی کی طرف نہیں آتا۔

امام زمانہ ارواحنا فداہ بشریت کے کعبۂ مقصود ہیں بشریت کو چاہیئے کہ اپنی دنیا و آخرت کی سعادت کے لئے ان کے آستانہ کی طرف متوجہ ہوں اور پروانہ وار ان کے وجود شریف کے گرداگرد طواف کرے کیا حقیقت میں کوئی راستہ بشریت کی کامیابی کے لئے بچا ہے سوائے خدا کی اطاعت کرنے اور فرمان الٰہی کے سامنے گردن جھکانے اور اہلبیت علیہم السلام کی طرف واپس آنے کے ؟



۱ بحارالانوار، ۳۵۳-۳۶

غیبت میں تنہائی

شیخ مفید کے نام لکھے گئے خط میں امام علیہ السلام نے غیبت صغریٰ میں جس راہ کی نشاندہی فرمائی تھی اس کے مطابق لوگوں کے عمل نہ کرنے کی بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ ان بزرگوار کے غم واندوہ حزن و آلام میں دن بہ دن اضافہ ہی ہوتا چلا جارہا ہے۔ احساس تنہائی و مظلومیت اور دوسروں کی طرف سے سوء غفلت اور اس حجت خداوندی کی طرف سے شیعوں کی عدم معرفت نے آٹھویں امام علیہ السلام وساکنان زمین و آسمان کو امام زمانہ پر گریہ کرنے کو آمادہ کردیا۔[1] سچ ہے کہ کئی امامان معصومین علیہم السلام ان بزرگوار کی ولادت سے دسویں اور شاید کہ سوسال پہلے ہی سے اُنکی علیہ السلام مظلومیت اور غیبت کے طولانی ہونے پر گریہ کناں ہیں۔

امام صادق علیہ السلام کو دیکھا گیا کہ خاک پر بیٹھے اس طرح گریہ فرمارہے تھے جیسے کسی ماں کا کوئی بچہ گم ہوگیا ہو چہرے پر اشک رواں تھے اور اس طرح فرمارہے تھے:

اے میرے عزیز: تمہاری غیبت نے میری آنکھوں سے نیند چھین لی ہے
اور میرے دل کو پریشان کردیا ہے اور میرے دل کے سکون کو ختم کردیا

۱ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: **"ایک بہت بڑے امتحان کا واقع ہونا حتمی ہوچکا ہے کہ جس میں مطمئن اور معتبر شخص بھی ڈگمگا جائیگا۔ یہ امتحان اس وقت سامنے آئیگا کہ جب میرے فرزند میں سے تیسری حجت اور امام دنیا میں آئیگا جسے شیعہ اثنا عشری گم کردیں گے کہ جس پر اہل آسمان وزمین گریہ کریں گے۔"** روایت کا باقی حصہ اس مأخذ سے مطالعہ کریں۔ کمال الدین، ج ۲، ص ۳۷۰، غیبت شیخ طوسی، ص ۲۸۳۔

ہے......اے میرے عزیز: تمہاری غیبت سے میرے وجود پر ایک جانکاہ مصیبت آن پڑی ہے جس سے رہائی ملنا مشکل ہے۔[1]

کیا آپ جانتے ہیں کہ روایات معصومین علیہم السلام میں شیعوں اور محبان اہلبیت علیہم السلام کو موعود آل محمد علیہم السلام کے ظہور کی دعا کے لئے شوق دلایا گیا ہے؟ غیبت کبریٰ کے اس گیارہ سو سالہ طویل دور میں ظلم و ستم و گناہ و بدعت دنیا میں پیدا ہو رہی ہیں اور ہر وہ خون جو ناحق بہایا جارہا ہے اور ہر وہ آنسو جو کسی یتیم کی آنکھوں سے نکل رہا ہے یا مظلوم کی آنکھوں سے بہہ رہا ہے ہر وہ آہ جو کسی درد مند کے دل سے نکل رہی ہے سب کے سب ان بزرگوار کی نگاہوں کے سامنے ہیں اور یہ ساری چیزیں ان کے قلب محزون کو اور زیادہ آزردہ کرتی ہیں کیا ایسا نہیں ہے؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ آخری حجت الٰہی کے مصائب و مظلومیت و خون فشانی تمام غمہائے اہلبیت علیہم السلام سے زیادہ ہیں؟

بیت الحزن میں بیٹھی ان بزرگوار کی مادر گرامی کے رنج و آلام و گریہ، پیغمبر عظیم الشان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد اگرچہ کہ بڑے جگر خراش و جگر سوز ہیں مگر دو مہینے سے زیادہ نہیں ہیں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کی تنہائی و خانہ نشینی کا دور ایک چوتھائی صدی (۲۵ سال) پر محیط تھا۔ باب الحوائج حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی قید و بند والی حیات زیادہ سے زیادہ ۲۱ سال تحریر کی گئی ہے مگر آج بھی جبکہ امام عصر علیہ السلام ارواحنا فداہ کی ولادت کو ۱۱۷۱ سال گذر رہے ہیں اور روئے زمین پر پایا جانے والا یہ توانا ترین و دلیر ترین انسان ابتک غیبت کی تنہائی میں سرگرداں ہے۔

---

۱ بحار الانوار، ج۱۵، ص۲۱۹

کیا صبر ہے! کیسی استقامت اور کیا طاقت ہے! کتنا طولانی اور دردناک انتظار ہے۔

طبیعی طور پر اگر کسی خاندان یا کسی خانوادے کا کوئی ایک فرد کسی بھی مشکل میں گرفتار ہوتا ہے تو اس کی امداد کے لئے اس کی قوم والے یا اس کے شناسا قدم قدم پر اس کی مدد کے لئے تیار ملتے ہیں اس کے لئے پریشانیاں اٹھاتے ہیں دوڑ دھوپ کرتے ہیں اپنا رتبہ و شان و شوکت فراموش کر جاتے ہیں صرف اس لئے اس کو مصیبت سے رہا کیا جاسکے یہ باتیں بارہا مشاہدے میں آتی رہتی ہیں۔

مگر کیا شیعہ معارف و اعتقاد کی تعلیم یہ نہیں ہے کہ ہمارے زمانے کے امام ارواحنا فداہ جان و دل وماں باپ فرزند اور عزیزوں سے زیادہ عزیز تر ہیں؟ کیا زیارت جامعہ کبیرہ میں نہیں پڑھتے:

بِابِی أَنْتُمْ وَ اُمّی نَفسِی وَ أَهْلِیْ وَ مَالِی

میرے ماں باپ جان و مال اور ہمارا تمام خاندان آپ اہلبیت علیہم السلام پر قربان ہو جائے؟

تو آیئے گناہوں کے ترک کر دینے کا عہد کریں اور حضرت کے ظہور کے لئے دعا کر کے غیبت کے زندان کا قفل توڑ دیں اور اپنی جان سے زیادہ عزیز مولا کو اس مصیبت سے رہائی دلوائیں۔

بارہا دیکھا گیا ہے کہ کسی خانوادے کا کوئی بچہ یا کوئی مسافر گھر لوٹنے میں ذرا سی دیر کرتا ہے تو رشتے دار و عزیز پریشان و مضطرب ہو جاتے ہیں اور اُس خوف سے کہ مبادا

کہیں کوئی حادثہ نہ پیش آگیا ہو اس کی تلاش و جستجو میں نکل پڑتے ہیں۔ ذرا دیر رک کر غور فرمائیں کہ آخری حجت خدا کے ظہور میں تاخیر ہونے پر ہم اور شیعہ معاشرہ کس حد تک مضطرب و پریشان ہو کر ان کو تلاش کرنے کے لئے غور و فکر کرتے ہیں؟

ہم دیکھتے اور سنتے چلے آرہے ہیں کہ اگر کسی گھرانے کا کوئی فرد بغیر کسی جرم و گناہ کے مظلومانہ طریقے سے قتل کر دیا جاتا ہے تو اس کے گھر والے جلد از جلد قاتل سے قصاص لینے کے علاوہ کسی چیز پر راضی نہیں ہوتے تاکہ کسی صورت سے تھوڑا سا سکون مل جائے۔ اگر یہی ناحق بہنے والا خون ثار اللہ یعنی خون خدا و جگر گوشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دامان سیدۂ نساء العالمین علیہا السلام اور اہل بہشت کے جوانوں کے سردار اور اس کے فرزندوں و عزیزوں ان کے اولیاء و اہلبیت عصمت و طہارت کا خون ہو تو ہمیں کیا کرنا چاہئیے؟

کیا ہم دعائے ندبہ میں نہیں پڑھتے کہ ہمارے آقا حجۃ ابن الحسن علیہ السلام شہید کربلا کے خون کے طلبگار اور ان کے خون ناحق کا بدلہ لینے والے اور حضرت زہرا علیہا السلام کے خون کا انتقام لینے والے ہیں۔

علامہ امینی رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات میں ہے کہ جب گھر کا دروازہ حضرت زہرا علیہا السلام کے پہلو پر گرا تو انہوں نے بلکتے ہوئے آواز دی 'میرے بچے...... مہدی!' امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ لکڑیاں کہ جس کے ذریعہ ہماری جدّۂ ماجدۂ صدیقۂ طاہرہ علیہا السلام کے گھر پر آگ لگائی گئی تھی اس کی باقی ماندہ لکڑیاں ہمارے پاس ہیں کہ جو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ تک چلی آرہی ہیں یہاں تک کہ وہ ہمارے قائم علیہ السلام کے ہاتھ تک پہنچ جائیں گی۔[1]

۱ شرح دعائے سمات، حاج شیخ علی اکبر نہاوندی ۱۹۲

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہمارے شیعوں پر ہمارے حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ ہر نماز واجب کے بعد دائیں ہاتھ کو بلند کر کے ٹھڈی پر رکھیں اور تین مرتبہ کہیں۔

یَا رَبَّ مُحَمَّدٍ عَجِّلْ فَرَجَ آلِ مُحَمَّدٍ.

اے پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آل محمد علیہم السلام کے امور کی گشائش کرنے والے کو جلد ظاہر فرما۔

یَا رَبَّ مُحَمَّدٍ اِحْفَظْ غَیْبَۃَ مُحَمَّدٍ.

اے پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیبت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں (دین کی) محافظت فرما۔

یَا رَبَّ مُحَمَّدٍ اِنْتَقِمْ لِابْنَۃِ مُحَمَّدٍ.

اے پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دختر محمد علیہا السلام کا انتقام لے۔[1]

دعبل خزائی جو کہ تاریخ شیعیت کے بڑے شجاع اور نامور شاعر تھے انہوں نے امام رضا علیہ السلام کے سامنے اپنا تائیہ قصیدہ (یعنی تا پر ختم ہونے والا بیت) پڑھا جب وہ اس بیت پر پہنچے۔

وَ قَبْرٌ بِبَغْدَادٍ لِنَفْسٍ زَکِیَّۃٍ

تَضَمَّنَہَا الرَّحْمَانُ بِالْغُرُفَاتِ

۱ صحیفۂ مہدیہ - ۱۹۵

آل محمد ﷺ میں سے ایک کی قبر بغداد میں ہے کہ جو سانس کی آمد سے بھی پاکیزہ ہیں (جو کہ موسیٰ بن جعفر علیہما السلام ہیں) خداوند نے ان کو جنت میں جگہ عنایت فرمائی ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کیا تم پسند کروگے میں اس جگہ پر تمہارے قصیدے میں دو بیت اور ملحق کردوں جس سے تمہارا شعر مکمل ہو جائے؟

دعبل نے کہا: بیشک یابن رسول اللہ۔

پھر امام نے اس طرح ارشاد فرمایا:

وَ قَبْرٌ بِطوسٍ یَالَھا مِنْ مُصِیْبَۃٍ

توقَّدَ فِی الْاَحْشَاءِ بِالْحَرَقَاتِ

اِلَی الْحَشْرِ حَتّٰی یَبعثَ اللہُ قَائِمًا

یُفَرِّجُ عَنَّا الھمَّ وَالْکُرُبَاتِ[1]

ایک قبر شہر طوس میں بھی ہے اور وہ کتنی مصیبت زدہ ہے ایسی مصیبت کہ جو آدمی کے اندر آگ لگادے اور اس وقت تک ہے کہ جب تک اللہ ہم آئمہ میں سے ہمارے قائم کو بھیج دے وہ ہمارے غم واندوہ کو ہم سے ختم کردے گا۔

۱ عیون اخبار الرضا علیہ السلام ۲: ۲۶۷

یہ روایت بتاتی ہے کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل حضرت امام رضا علیہ السلام کے لئے کس قدر اہمیت کی حامل ہے۔

زیارت ناحیہ مقدس میں امام عصر ارواحنا فداہ حضرت اباعبد اللہ الحسین علیہ السلام سے مخاطب ہو کر یوں فرماتے ہیں:

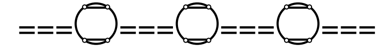
میرے غریب جدّ: اگر روز گار زمانہ نے مجھے کو دنیا میں دیر سے بھیجا اور دست تقدیر نے مجھ کو آپ کی مدد سے دور رکھا جو لوگ آپ سے بر سر جنگ تھے ان پر میں تلوار کشی نہ کرسکا جو آپ سے دشمنی رکھتے تھے ان سے میں جنگ نہ کرپایا (تو اس افسوس میں) آپ پر صبح وشام گریہ کرتا ہوں اور اشک کے بجائے خون کے آنسو روتا ہوں۔[1]

آج ۱۳۶۴ سال کربلا کا جانسوز واقعہ گزرے ہو گیا مگر آج بھی پیغمبر اکرم ﷺ کے فرزندوں کی مصیبت وشہادت اور آنحضرت ﷺ کے حرم کی قید وبند واسیری اور خاص طور پر بانوی صبر و شجاعت حضرت زینب کبریٰ علیہا السلام کی اسیری ہمارے مولا کی آنکھوں سے اشک وخون جاری کرتی رہتی ہے۔ جب ہمارا ولی نعمت حضرت سید الشہدا علیہ السلام پر نوحہ وگریہ کرتا ہے' تو ہماری ذمہ داری کیا بنتی ہے؟

کیا ہمیں نہیں چاہئے کہ امام زمانہ علیہ السلام کے آنسوؤں اور گریئے کے خاتمے کے لئے کچھ کریں؟ کیا ہمیں نہیں چاہیے کہ امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کریں تاکہ قاتلان و دشمنان آل محمد علیہم السلام سے انتقام لیا جاسکے؟

۱ صحیفہ مہدیہ ۵۸۴

صاحب مکیال المکارم تحریر فرماتے ہیں: ہمارے مولا حضرت صاحب الزّمان ارواحنا فداہ کے ظہور میں تعجیل کی دعا میں گرچہ اس کے علاوہ کوئی ثواب نہ بھی ہو تب بھی یہی فضیلت و شرافت بہت زیادہ ہے۔ اگرچہ کہ اس میں بے شمار ثواب ہے۔ اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ حضرت سید الشہداء کے خون کا انتقام جو ہر مؤمن کا وظیفہ ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسط سے پورا ہوگا کیونکہ حضرت سید الشہداء علیہ السلام امام علیہ السلام کے حقیقی والد ہیں۔[1]



۱ ترجمہ مکیال المکارم: ۵۳۰-۱

امام عصر علیہ السلام کی مظلومیت خود ان کی زبان مبارک سے

حاجی شیخ محمد جعفر جوادی مرحوم عالم کشف یا شہود میں حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے تو ان کو غمگین پایا۔ جب آپ نے حضرت علیہ السلام سے احوال پرسی کی تو فرمایا:

"میرا دل خون ہو رہا ہے! میرا دل خون ہو رہا ہے........![1]

حاجی محمد علی فشندی مرحوم فرماتے ہیں:

میں اپنی زوجہ کے ساتھ قم آیا ہوا تھا اور مسجد جمکران میں بیٹھا ہوا اعمال انجام دے رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک نورانی چہرہ والا شخص صحن میں داخل ہو رہا ہے اور مسجد کی طرف جا رہا ہے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا سید کا یہ نورانی چہرہ اس گرمی کے زمانے میں گرم ہوا کی وجہ سے تھکا ہوا اور پیاسہ ہو گا یہ سوچ کر پانی کا پیالہ ان کے ہاتھوں میں دیا، پانی پینے کے بعد جب پیالہ مجھے واپس دیا تو میں نے ان سے کہا: جناب آپ دعا فرمائیں اور خدا سے دعا کریں کہ امام زمانہ ارواحنا فداہ کے لئے آسانیاں فراہم کرے تا کہ ظہور کا وقت نزدیک ہو جائے تو وہ فرمانے لگے:

ہمارے شیعہ ہمیں پانی پینے کے برابر بھی نہیں چاہتے! اگر وہ چاہتے تو

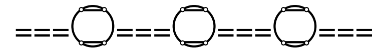
۱ صحیفۂ مہدیہ: ۵۲

میرے لئے دعا کرتے تا کہ ہمارے ظہور کا وقت آن پہنچتا۔[1]

نجف کے علماء میں سے ایک متقی و مشہور عالم کربلائے معلّٰی تشریف لے گئے اور حضرت سید الشہداء کے حرم مطہر میں حضرت مہدی ارواحنا فداہ کی زیارت سے مشرف ہوئے امام زمانہ علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

'اے شخص یہاں دیکھو کہ (میرے غریب جد کی ضریح کے کنارے اور اس کے طلائی گنبد کے نیچے) جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ کوئی بھی میری طرف متوجہ نہیں ہے اور میرے ظہور کے لئے دعا نہیں کر رہا ہے۔'

پھر آنحضرت علیہ السلام نے اپنی ولایت کی قدرت کا مظاہرہ فرما کر اس عالم ربّانی کو لوگوں کی خواہشات وحاجات کی طرف متوجہ کیا جس میں ہر شخص اپنے لئے اپنی خاص ضرورت کی خاطر دعا کر رہا تھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: سنا تم نے ان زائرین میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ جو کہہ رہا ہو: پروردگار مہدی علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل فرما۔[2]



۱ شیفتگان حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف:۱۵۵-۱

۲ مجلہ موعود ش:۱۳۰، مقالہ آقائی ہاشمی نژاد۔

شمیم ظہور

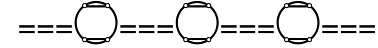
ایک شخص گاڑی سے ٹکرا جانے کی وجہ سے دونوں پیروں سے مفلوج ہو گیا اور شفایابی کے لئے مسجد مقدس جمکران میں امام زمانہ ارواحنا فداہ سے توسل کرنے آیا۔ وہ بیان کرتا ہے: ناگاہ میں نے دیکھا کہ مسجد (جمکران) نور اور خوشبو سے معمور ہو گئی میں نے جب اپنے اطراف میں دیکھا تو پایا کہ مولا امیر المؤمنین علیہ السلام، حضرت سید الشہداء علیہ السلام، قمر بنی ہاشم علیہ السلام اور امام زمانہ علیہ السلام موجود ہیں ان کو دیکھ کر میرے ہوش و ہواس جاتے رہے میں سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اچانک میرے مولا امام زمانہ ارواحنا فداہ نے میری طرف نگاہ کی جس سے مجھے سکون ملا پھر آپ نے فرمایا:

"تم ٹھیک ہو گئے ہو' جاؤ اور دوسروں سے کہو کہ میرے ظہور کے لئے دعا کریں کہ ظہور انشاء اللہ–نزدیک ہے۔"

یہ واقعہ ۱۴۱۴ھ کے محرم میں پیش آیا ہے۔[1] ایک بزرگ عالم کے فرزند نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا اور عالم خواب میں اپنے والد کے ساتھ مولا بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے محضر مبارک میں حاضری کا شرف حاصل ہوا انہوں نے سوال وجواب کے ضمن میں امام علیہ السلام سے دریافت کیا: اے فرزند رسول خدا! کیا آپ کے ظہور موفور السرور کا وقت آن پہنچا ہے، تاکہ دیکھنے والوں کی آنکھیں آپ کے جمال و ظہور سے منور ہو جائیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

۱ کرامات المہدی علیہ السلام، ص ۱۰-۱۱

علائم ظہور میں چند حتمی علامتیں ہی باقی بچی ہیں اور ممکن ہے کہ وہ بھی کچھ مدت میں پوری ہو جائیں لیکن ان ایام میں تم پر واجب ہے کہ ظہور کے لئے دعا کرتے رہو۔[1]



ا شیفتگان حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف:۱۸۵-۱:۸۴

شیعہ معاشرے پر خاص عنایتیں

حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے مقدس وجود کی برکتوں سے ساری کائنات رزق پا رہی ہے اور انہیں کی وجہ سے زمین و آسمان اپنی جگہ پر باقی ہیں۔[1] حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر زمین ایک لمحے کے لئے حجت خدا سے خالی ہو جائے تو اس پر رہنے والے تباہ و برباد ہو جائیں گے۔[2]

ان تمام خاص عنایات کے علاوہ امام عصر علیہ السلام کی شیعہ معاشرے پر وہ اہم عنایت بھی ہے جس کا ذکر آپ نے اس خط میں فرمایا ہے جو مرحوم شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ کے نام وارد ہوا ہے۔ اور جو عنایت کائنات کے تمام شیعوں پر عظیم و عظیم تر وظیفہ عائد کرتی ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہم تمہارے حالات سے بے خبر نہیں رہتے اگر ایسا نہ ہوتا تو تم پر مصائب و مشکلات ٹوٹ پڑتے اور دشمن تم کو چیر پھاڑ ڈالتے۔[3]

اس طرح یہ بھی حضرت سے منقول ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

ا وَبِيُمْنِهِ رُزِقَ الْوَرٰى وَبِوُجُوْدِهٖ ثَبَتَتِ الْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ —مفاتیح الجنان، دعاعدلیہ

۲ بحارالانوار:۱۱۳-۵۱

۳ احتجاج:۲۳۳-۲

اگر ایسا نہ ہوتا کہ ہم تمہارے امور میں اصلاح کرتے اور تم پر لطف و نوازش کی نظر رکھتے تو تمہارے ناپسندیدہ اعمال کی بنیاد پر تم سے توجہ و التفات کی نظر سے احتراز کرتے۔[1]

کیا ان تمام لطف و احسان و بزرگواری سے آگاہی اور شیعہ معاشرے پر امام زمانہ علیہ السلام کی یہ عنایت آدمی کے اندر احساس شرمندگی پیدا نہیں کرتی؟ کیا ہمیں نہیں چاہئے کہ اپنی بے وفائیوں اور نامہربانیوں اور اپنے امام مہربان کے سلسلے میں اپنی جفاؤں کے جبران کے لئے آمادہ ہو جائیں؟

اس بحث کے خاتمے پر اس نکتے کی یاد آوری ضروری ہے کہ اگر ،ظہور میں تعجیل کی دعاء کے لئے بہت زیادہ زور دیا گیا ہے تو خدانخواستہ یہ تصور پیدا نہیں ہونا چاہئیے کہ امام عصر علیہ السلام لوگوں کی دعاؤں کے محتاج ہیں۔

کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ خدائے تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کا ہرگز محتاج نہیں ہے اسی لئے قرآن میں ارشاد ہے:

اگر تم اور روئے زمین کے سارے لوگ کافر ہو جائیں (تب بھی) خداوند سب سے بے نیاز ہے۔[2]

اسی طرح یہ پاک خاندان بھی خلقِ خدا سے بے نیاز ہے ،جیسا کہ حضرت ابا

۱ بحار الانوار، ۵۳: ۱۷۹

۲ ابراہیم (۱۴): ۹

عبد اللہ الحسین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا ضرورت مند نہیں ہے۔[1]

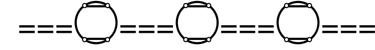
بر سبیل مثال اگر حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام لوگوں کو ناکثین و قاسطین و مارقین سے جہاد کے لئے آمادہ کرتے ہیں یا پھر حضرت اباعبد اللہ الحسین علیہ السلام صحرائے کربلا میں ھل من ناصرٍ ینصرنی کی صدا بلند کرتے ہیں یا امام عصر علیہ السلام اپنے ظہور میں جلدی کے لئے دعا کرنے کی طرف دعوت دیتے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ برگزیدگان و عزیزان خداوند لوگوں کے محتاج ہیں بلکہ یہ تو ان کی دلسوزی ہے جو وہ لوگوں کو ہدایت و رستگاری تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ بالکل اس طرح کہ جیسے شہدائے کربلا نے حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مدد کرکے بارگاہ خداوندی میں وہ مقام حاصل کرلیا جس پر دوسروں کو رشک آتا ہے۔

حضرت ولی عصر علیہ السلام ایک توقیع میں ارشاد فرماتے ہیں:

مجھ تک خبر پہنچی ہے کہ تم میں ایک گروہ دین میں ارتداد پیدا کر رہا ہے اور اپنے اولیاء کی بہ نسبت اپنے دل میں شک و حیرت پیدا کر رہا ہے یہ ہمارے غم کا باعث ہے البتہ یہ تمہاری ہی خاطر ہے نہ کہ میرے لئے کیونکہ خداوند ہمارے ساتھ ہے اور اس کے ہوتے ہوئے ہم کسی اور کے محتاج نہیں ہیں کیونکہ حق ہمارے ساتھ ہے اس بنا پر اگر کوئی ہم کو چھوڑ

۱ منتخب الاثر: ۳۰۹

جاتا ہے تو یہ ہرگز ہماری وحشت و پریشانی کا باعث نہ ہو گا۔ ہم خدا کے بنائے ہوئے ہیں اور لوگ ہمارے بنائے ہوئے ہیں۔[1]



۱ ترجمہ مکیال المکارم ۱-۸۱، بہ نقل از احتجاج ۲-۲۷۸

ہمیں کیا کرنا چاہیئے

ہماری زندگی میں امام زمانہ علیہ السلام کا مقام

جس وقت مسجد النبی بنائی گئی تو پیغمبر اکرم ﷺ لوگوں کو وعظ کرتے وقت خصوصاً خطبہ جمعہ کے موقع پر خرمے کے اُس تنے سے ٹیک لگا کر محو گفتگو ہوتے تھے جو صحن مسجد میں باقی رہ گیا تھا غرض جب مسجد میں افراد کی تعداد زیادہ ہونے لگی تو اصحاب نے مشورہ کیا کہ رسولِ خدا ﷺ کے لئے ایک منبر بنایا جائے تاکہ سبھی اپنے مہربان پیشوا کا دیدار کر سکیں، پیغمبر ﷺ نے بھی اجازت مرحمت فرمادی، لکڑی کا ایک منبر دو پلّے اور ایک عرشے کے ساتھ بنادیا گیا۔

پہلا جمعہ آیا رسول اکرم ﷺ مجمع کے درمیان سے گذرتے ہوئے اور اس کھجور کے ستون کو پیچھے چھوڑتے ہوئے منبر کی طرف روانہ ہوگئے ابھی عرشۂ منبر پر بیٹھے ہی تھے کہ یکبارگی اس خشک ستون سے رونے کی ایسی صدا بلند ہوئی جیسے کوئی عورت اپنے مردہ بیٹے پر روتی ہے، ستون کے اس دلخراش گریے سے مجمع میں بھی نالہ وشیون کی آواز بلند ہونے لگی، رسول خدا ﷺ منبر سے نیچے آئے ستون کو اپنی بغل میں لیا اس پر اپنا ہاتھ پھیرا اور فرمایا: **"افسردہ نہ ہو۔"** پھر منبر کی طرف تشریف لائے اور لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! یہ خشک لکڑی خدا کے رسول سے اظہار محبت و اشتیاق کا اظہار کر رہی ہے اور اس دوری سے رنجیدہ ہو رہی ہے مگر بعض لوگ پرواہ ہی نہیں کرتے کہ مجھ سے نزدیک ہوں یا دور ہوں اگر میں اس کو بغلگیر نہ کرتا اور اس پر اپنا

ہاتھ نہ پھیرتا تو قیامت تک اس کا گریہ نہ رکتا۔ا

مقام فکر ہے کہ ایک خشک درخت لمحوں کے لئے پیغمبر ﷺ سے دور ہوا تو اس کی صدائے گریہ بلند ہونے لگی جبکہ وہ آنحضرت ﷺ کا دیدار کر رہا تھا ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم اپنے امام زمان علیہ السلام کا دیدار نہیں کر پا رہے اور ان سے دور بھی ہیں پھر بھی اپنی روز مرّہ کی زندگی میں سرگرم ہیں؟ ہر شخص اور ہر چیز یاد ہے سوائے اپنے زمانے کے امام کے! کپڑوں میں ٹانکا لگانے والے سید کریم ایسے خوشبخت افراد میں شامل ہیں جن کو خدا کے ولی غائب کے دیدار کی سعادت و توفیق ملی ہوئی تھی وہ اپنے امام زمان علیہ السلام سے اپنے حقیر سے حجرے میں ملاقات کرتے تھے، لکھا ہے کہ ایک روز امام ارواحنا فداہ نے اس مرد سعادتمند سے فرمایا:

سید کریم! اگر کوئی ایک ہفتہ ایسا گذر جائے جس میں تم مجھ کو نہ دیکھ پاؤ تو تم کیا کروگے۔

سید کریم نے جواب دیا: آقا جان، میں مر جاؤں گا! حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ نے ارشاد فرمایا:

اگر ایسا نہ ہوتا تو میں تم سے ملنے نہ آتا۔

ساری چیزوں کو چھوڑیئے اگر حقیقت میں یہی کیفیت صرف بعض (سب کی نہیں) کی ہو جائے اور آنحضرت ﷺ کے فراق و ہجر میں ان کے دوستوں کا ایک گروہ اندوہگین و بے قرار ہو جائے تو کیا ہم ان کے ظہور کو حاصل نہیں کر پائیں گے؟

ا بحارالانوار، ج۱۷، ص۳۲۶–۳۲۷

ہماری کہانی تو ایک چھوٹی سی کہانی ہے کہ جس نے اپنے باپ کو کھو دیا ہے۔ ہم ایک چھوٹے سے بچے کی طرح ہیں جس کی فکری بلوغت ابھی اس حد تک آئی ہی نہیں جو سمجھ سکے کہ ہم کتنی بڑی مصیبت و محرومیت میں گرفتار ہو چکے ہیں مگر جو بزرگ ہیں اور مصیبت کی گہرائی و گیرائی کو سمجھتے ہیں وہ اس کے لئے اظہار دلسوزی کرتے ہیں جیسا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کا بیان ہے۔

اپنے باپ کو کھو دینے سے زیادہ سخت یتیمی وہ یتیمی ہے جو اپنے امام سے دور ہو جانے کی بنا پر ہو اور اس تک پہنچنے کا امکان بھی نہ ہو۔ا

بعض اخبار میں ایک کالم 'اپنوں کے متلاشی' کے نام سے موجود ہوتا ہے جس میں اگر کوئی شخص کسی حادثے کی بنا پر اپنے ماں باپ یا اپنے رشتہ داروں سے دور ہو جاتا ہے تو اس کے ذریعہ خبر دیتا ہے اور اس میں اپنی سرگذشت تحریر کرتا ہے، اپنی تصویر اور پیغام نشر کرتا ہے انعام کا اعلان کرتا ہے اپنا ٹیلیفلون نمبر بھی بتاتا ہے اور اخبار پڑھنے والوں سے عاجزی کے ساتھ گذارش کرتا ہے کہ اگر اس کے متعلقین کی کوئی خبر کسی کو معلوم ہو جائے تو اس کو آگاہ کریں۔ ہم میں سے کون ایسا ہے جو اپنے امام زمانہ کو دیکھنے کا اس حد تک عاشق ہو؟ ان کو دیکھنے اور ان کے محضر مقدس کو تلاش کرنے کا کوئی معیار بنایا ہو؟

پیغمبر خدا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

کوئی بھی بندہ خداوند پر ایمان نہیں رکھتا مگر یہ کہ میں اس کے نزدیک خود سے زیادہ محبوب ہوں اور میری عترت کو اپنی عترت میرے خاندان کو

ا بحارالانوار، ۲ص ۲

اپنے خاندان سے اور میری جان کو اپنی جان سے زیادہ دوست رکھے۔[1]

اگر ہمارا بچہ اسکول سے آنے میں تھوڑا سا تاخیر کر دے تو ہم کیا کرتے ہیں؟ یوں ہی اپنی جگہ نہیں بیٹھے رہتے۔ اس خوف سے کہ کہیں کوئی حادثہ نہ پیش آگیا ہو سراسیمہ کوچہ وبازار میں اس کو تلاش کرتے ہیں؟

ہم میں سے کون ہے جس نے امام کے ظہور پر کبھی بھی اتنی سنجیدگی سے غور کیا ہو؟

امام علیہ السلام سے دوری نے کتنے دلوں کو دردمند اور سوچنے پر مجبور کیا ہے؟

شیعہ معاشرے میں کتنے لوگ امام علیہ السلام کی غیبت کو درد اور مصیبت وتکلیف سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس درد کا درمان کیا جائے، آپ نے کتنے لوگوں کو دیکھا ہے کہ جنہوں نے اپنی آسائش گرچہ وقتی طور پر ہی کیوں نہ ہو اس مصیبت کا احساس کرتے ہوئے چھوڑا ہو؟ کسی کو جانتے ہیں کہ جس نے چاہے ایک ہی بار سہی اپنی نیند، اپنے کھانے پینے کو تج دیا ہو؟

اگر ہمارے ہاتھ میں ایک سوالنامہ دے کر کہا جائے کہ اپنی مشکلات کو ترتیب وار تحریر کریں تو کتنے فیصد لوگ ہونگے جو اپنی پہلی مشکل کے عنوان سے امام کی غیبت کو تحریر کریں؟

اگر ابھی آسمان سے کوئی فرشتہ نازل ہو اور کہے: میں تمہاری کسی بھی ایک ضرورت کو حتماً پوری کر دوں گا تو ہم میں سے کون ایسا ہو گا جو اپنی مہم ترین ضرورت یعنی ظہور امام عصر علیہ السلام کا تذکرہ کرے گا؟ زیارتی سفر میں واستجابت دعا کے اوقات میں، اس

---

۱ بحارالانوار، ج۲۷، ص۸۶

وقت کہ جب دل ٹوٹا ہوا ہو اشک جاری ہوں ہم میں سے کتنی تعداد میں لوگ اپنی دعا میں اولیّت امام کے ظہور کو قرار دیتے ہیں؟

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ایک ثقافتی مددگار نے جو کہ مدتوں دین اور عربی کے استاد تھے اور کچھ عرصہ قبل ریٹائر ہوئے ان سطروں کو پڑھنے کے بعد فرمایا: مجھے آج تک یہ پتہ ہی نہ تھا کہ امام عصر علیہ السلام کی غیبت کا سبب ہم شیعوں کی بیوفائی اور عدم معرفت ہے۔

حقیقی معنوں میں امام عصر علیہ السلام کا مقام ہماری زندگی کے کس حصہ میں ہے؟ متن میں یا حاشیے میں؟ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم میں سے بعض کی زندگی میں آقا کے حضور کا لمس حاشیے میں بھی نہیں ہے۔

اگر کوئی ایک بار ہم کو یا آپ کو اپنے گھر پر دعوت دے اور اپنے دسترخوان پر بیٹھائے اور اصطلاح میں اگر نمکخوار کر دے تو ہم ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ اس کی اس محبت کی حتی الامکان تلافی کریں تو پھر ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ایک پوری عمر ہم اپنے گھر والوں عزیز واقربا اپنے وطن والوں اپنے ساتھیوں بلکہ تمام مخلوقات خدا کے ساتھ بیٹھ کر امام کے خوان کرم سے روٹیاں توڑتے ہیں لیکن نمکخواری کا حق ادا نہیں کرتے؟

مقام افسوس ہے کہ شیعوں کے بعض نوجوان اور جوانوں کی معلومات دینی رہنماؤں سے زیادہ کھلاڑیوں، فلمی دنیا سے تعلق رکھنے والوں اور خارجی وداخلی امور کے بارے میں زیادہ ہوتی ہے اور اصلاً ہماری فردی اور اجتماعی زندگی امام عصر علیہ السلام سے خالی ہوتی ہے۔

بارہویں امام علیہ السلام کی زندگی کے گوشوں کے بارے میں اکثر شیعوں کی معلومات مبہم اور بہت کم ہوتی ہیں ان پر امام علیہ السلام کی غیبت و ظہور کا فلسفہ صحیح معنوں میں واضح ہی نہیں ہے البتہ بقیہ گیارہ ائمہ کے بارے میں ہی لوگ کتنی معلومات رکھتے ہیں؟

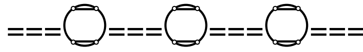
اگر چند سال تک بارش نہ ہو اور خشک سالی کسانوں اور کھیتی کرنے والوں کی کمر توڑ دے تو ہم سر و پا برہنہ بیابان میں دل شکستگی کے ساتھ نماز استسقاء پڑھتے ہیں اگر چہ بارش کا تھوڑا ہی احتمال کیوں نہ ہو۔ کیا ہمارے لئے شائستہ نہیں کہ بارہ سو سالہ غیبت میں جو کہ حقیقت میں معنوی خشک سالی اور دیانت کے قحط کا دور ہے جس میں دنیا و آخرت کی سعادت سے محرومی ہمارا نصیب بن گئی ہے۔ جس میں دین کی پاسبانی ویسے ہی مشکل امر ہے جیسے ہتھیلی پر سرسوں کا اگانا تو کیا ہمیں طلب ظہور اور تعجیل فرج کی نماز کے لئے دشت و صحراء کی راہ نہ لینی چاہیئے؟ یہ وہی کام ہے جس کو بنی اسرائیل نے انجام دیا اور اپنا مقصود حاصل کیا ان کے بزرگ و جوان، عورت و بچے بیابان میں گئے اور فرعونیوں سے رہائی کے لئے پروردگار سے نجات کا پروانہ مانگا تو پروردگار نے بھی ان کو ایک سو ستر سالہ عذاب سے نجات دے دی۔

ہم اپنے دنیوی و شخصی امور میں ہمیشہ دست بہ دعا رہتے ہیں گر چہ اس کی قبولیت کا احتمال ضعیف تر ہی کیوں نہ ہو لیکن ظہور کے وقت کی نزدیکی اور اس فرج کے قریب ہونے کے لئے بہت کم دعا کرتے ہیں جبکہ ائمہ معصومین علیہم السلام نے ظہور کے زمانے کی نزدیکی میں دعاؤں کو موثر قرار دیا ہے۔

زیارتی سفر اور توسّلات میں بھی ہم اپنے امام علیہ السلام سے غافل ہیں، کیا اب تک ایسا ہوا ہے کہ ہم نے مفاتیح الجنان کو کھولا ہو اور زیارت حضرت صاحب الامر علیہ السلام کو پڑھا ہو

اور اس کے ہر حصے پر غور کیا ہو؟ اگر عتبات عالیہ کی زیارت کے لئے سفر کرتے ہیں تو کتنے دنوں تک سامرّہ میں قیام کرتے ہیں؟

لوگوں کو چاہیئے کے قُرب خداوندی تک پہنچنے اور دنیا و آخرت کی سعادت کے حاصل کرنے اور الٰہی عذاب سے اپنے آپ کو نجات دینے کے لئے در اہلبیت علیہم السلام کی طرف رجوع کریں اگر ایسا نہیں کریں گے تو خود پر ہی ظلم کریں گے اور اپنے ہاتھوں سے دنیا و آخرت کی ہلاکت کے اسباب فراہم کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔



توبہ! آج کی ضرورت

بشریت کو دل کی گہرائیوں سے توبہ کرنی چاہئے۔ بالخصوص شیعوں پر تو توبہ کی زیادہ ذمہ داری ہے کیونکہ بشریت کی سعادت کا نقشہ انہی کے ہاتھوں میں ہے دوسرے لفظوں میں اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ غیبت کے قفل کی کنجی شیعوں کے ہاتھ میں ہے۔

ظہور امام عصر ارواحنا فداہ سے متعلق روایات میں وارد ہوا ہے کہ: جس وقت اہل بدر (۳۱۳) کی تعداد کے برابر جاں نثار اکٹھا ہو جائیں گے امام پر قیام کرنا ضروری ہو جائے گا۔[۱]

کیا دور حاضر میں کرۂ زمین پر موجود چھ ملین افراد میں سے تین سو تیرہ بھی ایسے نہیں ہیں جنمیں مندرجہ بالا شرائط پائی جاتی ہوں؟

صحیح معنوں میں یہ ۱۱۶۷ سالہ طویل مدّت جو غیبت سے شروع ہو کر گذر رہی ہے اس میں کم از کم شیعہ تاریخ کا ایک ہی حصہ ایسا ہوتا جس میں کوئی گروہ چارہ جوئی کی فکر کرتا اور عزم راسخ کے ساتھ اور اس روایت کو مورد نظر رکھتے ہوئے اپنے اندر ایسا معیار ایجاد کرتا جس سے ظہور مبارک امام عصر علیہ السلام کے لئے زمین ہموار ہوتی تاکہ اس قدر غیبت کا دور طولانی نہ ہوتا اور اس امام کی تنہائی کا خاتمہ ہو جاتا جو جان سے زیادہ عزیز

۱ بحارالانوار، ج۱۰۰، ص۴۹۔ اس طرح امام جواد علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: **جس وقت بھی ۳۱۳ لوگ اہل اخلاص میں سے کامل آمادگی کے ساتھ تیار رہیں گے خداوند حضرت مہدی علیہ السلام کو ظاہر فرمادے گا۔** (مکیال المکارم ج۱، ص۱۳۸)

ہے اور دنیا کے خصوصاً شیعوں کے حالات ایسے نہ ہوتے جیسا کہ آج ہم مشاہدہ کررہے ہیں اس سوال کی مخاطب شیعہ معاشرے کی موجودہ نسل بھی ہے جبکہ شائستہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اس تلخ حقیقت کی طرف متوجہ رہے اور تفکر و تأمل کرے۔ آیئے اپنے آپ سے ہم سوال کریں: امام زمان علیہ السلام کی غیبت کے طولانی ہونے میں ہمارا کیا کردار ہے یا اس کے برعکس حضرت علیہ السلام کے ظہور کے نزدیک ہونے میں ہمارا کیا کردار ہے؟

ہمارے مولا ہم سے کیا امید کرتے ہیں؟

ہم کس طرح اس زمانے میں اپنے امام کی نصرت کر سکتے ہیں؟

ہماری شرمساری کے لئے یہی بہت ہے کہ ہمارے زمانے کا امام ہمیشہ ہمیں یاد کرتا ہے جبکہ ہم ان کے وجود سے غافل ہیں، ہم اس آسمانی رہبر کے ظہور کے لئے۔ چشم براہ ہیں تو وہ بزرگوار بھی ہمارے خواب غفلت سے بیدار ہونے کے منتظر ہیں۔

کیا ابھی تک وہ وقت آن نہیں پہنچا کہ ہم یقین کریں کہ ہم کو نجات دینے والا پیشوا زندہ ہے؟ کیا یہ وقت نہیں ہے کہ ہم خود بھی یقین کریں اور اس یقین کو دوسروں تک بھی پہنچائیں کہ اپنے محبوب کے آستانہ میں پناہ لینے کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے۔

سر ارادت ما و آستان حضرت دوست
که هرچه بر سر ما می رود ارادت اوست

یقیناً ہم سب کو یقین کرنا چاہیئے کہ ہم سب ان کے روبرو ہیں اور ہمارا وہ مہربان پیشوا ہم سے زیادہ ہمارے قریب ہے۔

دوست نزدیک تر از من به من است

و این عجب بین کی من ازوی دورم

یقین جانیئے کہ امام عصرؑ ہم کو ہم سے بہتر طور پر پہچانتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہم کرتے ہیں کہ ان کی نگاہوں کے سامنے ہے ہر وہ بات جو ہماری زبان سے نکلتی ہے قبل اس کے کہ ہم اس کو سنیں وہ بات حضرت کی سماعت پر دستک دے جاتی ہے، کیا ان کے ہی آباءواجداد نے ارشاد نہیں فرمایا ہے:

اگر تم اپنے لبوں کو اپنے گھروں کے اندر بھی جنبش دیتے ہو تو ہم تمہارے مطلب کو سمجھ لیتے ہیں۔[1]

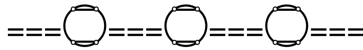
ہم معتقد ہیں کہ ہمارے اعمال کا صحیفہ ہر ہفتہ امامؑ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور امامؑ اس کو دیکھتے ہیں مگر افسوس کہ یہ یقین ہم کو ارتکاب گناہ سے باز نہیں رکھتا؟ آپ کو خدا کی قسم ہے! اگر کوئی چھوٹا بچہ ہمارے اعمال کو دیکھ رہا ہو تو کیا پھر بھی ہم اپنے کردار و رفتار سے لاپرواہ رہتے ہیں؟ کیا اپنے کو بدلنے کی کوشش نہیں کرتے؟ یہ کیسی جسارت ہے! ہم گناہوں کو اس شاہد و ناظر نمائندۂ الٰہی کے روبرو بڑی بے حیائی سے انجام دے جاتے ہیں؟ ہم ان کی طرف دیکھتے ہی نہیں اور اگر دیکھتے ہیں تو پہچانتے ہی نہیں۔ مگر وہ دیکھتے بھی ہیں اور پہچانتے بھی ہیں اور ہمارے اعمال و احوال پر آگاہی بھی رکھتے ہیں۔ اگر سچ میں ہم امام زمانؑ کے دنیا میں حضور پر یقین کرتے ہیں اور ہر شعبے میں اپنے

۱ اس روایت و تعبیر مشابہ کو بارہا صاحب مکیال المکارم نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے۔

آپ کو ان کی سامنے حاضر پاتے ہیں اور جانتے ہیں کہ آپ ہمارے اعمال سے آگاہ ہیں تو کیا پھر بھی ہم گناہ و لغزش و خطا کا ارتکاب کریں گے؟

یقین جانیں! اس عالم ہست و بود میں جتنی نعمتیں، فضیلتیں اور کمالات ہیں وہ سب ولی اللہ الاعظم ارواحنا فداہ کے قدم مبارک ہی کی بدولت ہیں اور عالم وجود کی ہر چیز انہیں کے فیض عام کا کرشمہ ہے۔

یقیناً شیطان آخر الزمانؑ کے شیعوں کے لئے گھات لگائے بیٹھا ہے تاکہ ان کو بھی جناب آدم و حوّا کی طرح بہشت سے نکال دے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی شیطان کے جال میں پھنس کر بہشت امامت سے خارج ہو جائیں۔[1] مؤمن کبھی ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جا سکتا۔



۱ امام صادقؑ کے حضور میں کسی نے بہشت کی آرزو کی تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: **تم ابھی بھی بہشت میں ہو 'خدا اسے دعا کرو کہ تم کو بہشت سے باہر نہ کرے'** لوگوں نے کہا: ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں ہم تو دنیا میں ہیں (ابھی تو بہشت میں وارد ہی نہیں ہوئے) آپؑ نے فرمایا: **کیا تم امامت کے معترف نہیں ہو؟** کہنے لگے: کیوں نہیں بالکل ہیں؟ آپؑ نے ارشاد فرمایا: **بہشت یہی امامت ہے جو کوئی بھی اس کا اقرار کرے گا وہ بہشت میں ہے خدا سے دعا کرو تاکہ اس کو تم سے نہ چھینا جائے۔** (بحار الانوار ج ۶۸، ص ۱۰۲)

آیئے اپنے امام علیہ السلام کو تنہا نہ چھوڑیں

کربلائے غیبت میں کہیں امام زمان ارواحنا فداہ کی صدائے 'ھل من معین؟' بے لبیک نہ رہ جائے مبادا کوفے کا شور و غل حجۃ ابن الحسن علیہ السلام کی صدائے غربت کو ہمارے کانوں تک پہنچنے سے نہ روک دے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بقیۃ اللہ کو تنہا چھوڑ دیں۔ خدا کی قسم! غم تاریخ عالم ہی اس کے لئے بہت ہے، علی علیہ السلام کا فرقِ شگافتہ، زہرا علیہا السلام کا شکستہ پہلو، مجتبیٰ علیہ السلام کے جگر کے ٹکڑے 'شہید نینوا کا بر سرسناں بلند سر، زینب کبریٰ علیہا السلام کی اسیری کا زخم، کہ جس کا مداوا سوائے ظہور کے کچھ اور نہیں ہو سکتا۔ آپ کے قلب نازنین کو درد و غم سے پر کرنے کے لئے کافی ہے۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ کہ جو اب بھی اس خورشید کے محضر مبارک میں ہیں 'ہم مہجوروں اور اس حجت خدا کے درمیان سوائے ہماری نفس پرستی کے کوئی حجاب نہیں ہے یہ غفلت و معصیت کے بادل ہیں جو ہماری نگاہوں سے آپ کے جمال خورشیدی کو چھپائے ہوئے ہیں۔

ہم تو صرف غیبت کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں اور ظہور کا انتظار کر رہے ہیں جبکہ وہ لوگ خاک سے اڑ کر بلندیوں کے بادل سے تعلقات پیدا کر کے حرکت کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ محو پرواز ہیں وہی ہیں جو خورشید کا نظارہ کرتے ہیں۔

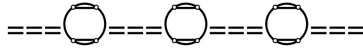
کائنات کا ضمیر ظہور کی نزدیکی کی گواہی دے رہا ہے۔ اللہ اللہ !...لآ یسبقنّکم...! کہیں ایسا نہ ہو کوئی ہم سے پیش قدمی کر جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی عدالت طلب اور پاک فطرت قومیں اس آنے والے کے استقبال میں اور امام عصر ارواحنا

فداہ کے ساتھ بیعت کرنے میں ہم پر سبقت لے جائیں (فاستبقوالخیرات)

سلسلۂ انبیاء میں جنہوں نے یوسف زہرا علیہ السلام سے عشق و محبت کا جلدی اظہار کیا ان کے سینے پر اولوالعزم[1] کا تمغہ جگمگاتا نظر آیا۔

بہتر تن شہدائے کربلا نے جب اپنے امام کی آواز ھل من ناصر ینصرنی پر لبیک کہا اور اس پر ثابت قدم رہے تو آج دیکھئے کیسا رشک دلِ عالم و آدم پر چھوڑ گئے ہیں۔

ابھی فرصت باقی ہے امام عصر علیہ السلام کی نصرت کے لئے اور ان کے انصار میں اپنے آپ کو شمار کرنے کے لئے جلدی کریں اصحاب و انصار امام کی گل چینی ہو رہی ہے۔



۱ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے: جس وقت خداوند نے اس کائنات کی خلقت سے پہلے عالم ارواح میں اپنی سلطنت کے پیغمبروں سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور امیر المؤمنین علیہ السلام کی ولایت اور ان کے جانشینوں کے سلسلے میں عہد و پیمان لے لیا تو ان کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا۔ مہدی وہی ہے کہ جس کے وسیلے سے میں اپنے دین کی نصرت کروں گا اپنی حکومت کو آشکار کروں گا اپنے دشمنوں سے انتقام لوں گا اور ہر ایک چاہے دل سے یا بادل ناخواستہ میرے سامنے سر تسلیم خم کر دے گا۔ اولوالعزم پیغمبروں نے حضرت مہدی ارواحنا فداہ کے بارے میں اپنے قصد و ارادے کا فوراً اظہار کر دیا مگر آدم علیہ السلام نے نہ تو انکار کیا اور نہ ہی اقرار کر پائے (کیونکہ وہ انسانوں کے منجی کی عظمت کو دیکھتے ہوئے سرور و شوق و خضوع کی کیفیت میں پڑ گئے اس لئے اظہار کرنے میں تھوڑی دیر کر گئے) اسی وجہ سے صاحب عزم ہونے سے محروم رہ گئے۔ کافی ج ۲، ص ۸، کتاب الایمان والکفر، باب آخر منہ ۳ح ۱، مزید وضاحت کے لئے علل الشرائع ۱۲۲، باب ۱۰۱، ح ۱-۲۔ تفسیر کنزالدقائق ۶-۳۲۶

آیئے اپنے زمانے کے امام علیہ السلام کو دوبارہ پہچانیں

شیعہ اعتقاد کی رو سے سعادت واقعی اور حقیقی دینداری صرف اور صرف اہلبیت پیغمبر علیہم السلام کی معرفت کے راستے سے اور ان کے فرمان پر عمل کر کے ہی حاصل ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر کوئی ستر پیغمبروں کے برابر بھی عمل کرے مگر امیر المؤمنین علیہ السلام اور ان کے اولاد طاہرین علیہم السلام کی محبت نہیں تو اس کا کوئی عمل قابل قبول نہیں ہے اسی طرح ہر زمانے کے امام کی معرفت جاہلیت کی موت سے نجات کا پروانہ ہے جیسا کہ شیعہ و اہل تسنن کے درمیان یہ متواتر و مشہور حدیث موجود ہے۔

جو بھی اپنے زمانے کے امام کی معرفت کے بغیر مرے گا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

اس حدیث سے ایک قابل قدر نکتہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی اس زمانے میں بقیہ گیارہ ائمہ سے ارادت و معرفت رکھتا ہے مگر بارہویں کی نسبت کہیں معرفت وارادت ومحبت میں کوتاہی کرتا ہے تو بھی دنیا سے وقت رخصت اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

امامت چونکہ اصول دین میں سے ہے اور اس میں تقلید جائز نہیں ہے اس لئے ہر مکلف پر واجب ہے کہ اپنے زمانے کے امام کو پہچاننے میں خود کوشش کرے تاکہ جاہلیت کی موت سے نجات مل سکے اور قبر کی پہلی شب سے روز قیامت تک اپنے اعتقادات اور نعمت امامت کا جوابدہ ہو سکے۔

امام عصر ارواحنا فداہ کی معرفت صرف ان کے نام ونسب و تاریخ ولادت و مکان کو

جاننا نہیں ہے۔ گرچہ کہ اس وادی میں بھی عقلیں سرگرداں اور مفکرین متحیر ہیں۔ بلکہ ہم میں سے ہر ایک مکلف ہے کہ اپنی طاقت بھر محبت واطاعت ومعرفت میں پیش قدمی کرے۔

گرچہ وصالش نہ بہ کوشش دہند
آن قدر ای دل کہ توانی بکوش

ذرا کچھ دیر کو اس بیان پر ضرور غور کیجئے گا۔

شیخ طوسی و شیخ انصاری کے جیسے کروڑوں بزرگان بھی امام زمان ارواحنا فداہ کی ایک سانس کی قیمت ادا نہیں کر سکتے۔[1]

امام عصر علیہ السلام کی شخصیت کے اوصاف و کمالات اور ان کا مقام صحیح طور پر لوگوں کے درمیان واضح نہیں ہے اس لئے افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگوں کے ذہنوں میں امام کی حقیقی قدر و منزلت روشن ہی نہیں ہے۔ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

امام اپنے زمانے میں یگانۂ روزگار ہے کوئی بھی مقام و منزلت میں اس کے نزدیک نہیں ہے کوئی عالم اس کی برابری نہیں کر سکتا اس کے جیسا کوئی پیدا نہیں ہوا اس کی کوئی شبیہ و نظیر نہیں ہے۔

متعدد روایات میں معصومین علیہم السلام کی طرف سے اس حقیقت پر برابر تاکید کی گئی ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کا کسی کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا جاسکتا اور اصولاً اس آسمانی خاندان کا

---

۱ سخن رانی آیۃ اللہ وحید خراسانی، مرکز مہدویت کے طلاب کے درمیان سال ۱۳۸۱ھ

مقابلہ دوسروں کے ساتھ جائز نہیں ہے۔[1]

فرض کریں اگر کوئی امام عصر علیہ السلام کی عظمت کا دوسروں سے مقابلہ کرتے ہوئے ان کو کہکشاں سے تعبیر کرے اور دوسروں کو ذرّوں کی مانند گردانے یا امام علیہ السلام کو اقیانوس اور دوسروں کو قطرے سے تشبیہ دے۔

یا آپ کو خورشید کہے اور دوسروں کو شمع قرار دے تو ایسا شخص بہر طور غلطی کر رہا ہے کیونکہ امام معصوم کسی بھی چیز اور کسی سے بھی قابل مقابلہ نہیں ہیں۔

مرحوم آقائے حاج آقا حسین طباطبائی بروجردی مرجع تقلید جہان تشیع کی زندگی میں کسی نے ایک روز بہ وقت دعا اس فقیہ بزرگ کا نام امام عصر علیہ السلام کے مقدس نام کے ساتھ لے لیا جس کی وجہ سے وہ مرد خدا آشفتہ خاطر ہو کر غصّے اور ناراضگی کے ساتھ چیخ اٹھے: کہو کہ خاموش ہو جائے! میں کون ہوں اور کیا ہوں کہ میرا نام امام زمان علیہ السلام کے مقدس نام کے ساتھ لے رہے ہو؟ ہمارے معاشرے میں ایک قابل افسوس پہلو بھی ہے کہ بعض افراد اور مختلف گروہ بعض فلسفی مباحث کے ذریعہ، اور مکاتب اجتماعی، سیاسی موضوعات صوفی گری، عرفان بازی، رنگارنگ و متنوع کتابوں کو چھاپ کر دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ خدا تک پہنچنے کے راستے ہیں اور اس طرح غلطی کرتے ہیں جبکہ مکتب آسمانی و جامع تشیع کی تعلیم کے مطابق ہر زمانے میں باب اللہ صرف اور صرف اس عصر اور زمانے کا امام ہے اور ہر راستہ سوائے ان کے حق متعال اور اس کی رضایت تک پہنچانے سے قاصر ہے کیونکہ خدائے تبارک و تعالیٰ کے ارادے میں اس کی بارگاہ تک پہنچنے کا ذریعہ اہلبیت

۱ بحارالانوار ر: ۲۲: ۴۰۶/ اور ۲۳: ۱۱۷

علیہم السلام ہیں۔ اور ہر وہ شخص جو اپنی خواہشات اور ہوائے نفس کی پیروی کرتے ہوئے اپنے خود کے بنائے ہوئے راستے اور خاندان وحی سے کنارہ کشی اختیار کر کے نیز اپنے زمانے کے امام سے دور رہ کر خدا تک پہنچنا چاہتا ہے وہ گویا اُوکھلی میں پانی کوٹ رہا ہے ایسا شخص نہ صرف یہ کہ خدا کے سامنے قابل اہمیت نہیں بلکہ غضب الٰہی اور قہر خداوندی کی آگ کا بھی مستحق ہے۔ کسی نے حضرت اباعبد اللہ الحسین علیہ السلام سے دریافت کیا: معرفت خدا کیا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا:

یہی کہ ہر زمانے والے اپنے زمانے کے امام کو پہچانیں کہ ان کی اطاعت ان سب پر واجب ہے۔[1]

بنی اسرائیل میں ایک خاندان ایسا تھا کہ جس کا کوئی شخص اگر چالیس راتوں تک درگاہ خداوندی میں دعا کرتا تھا تو اس کی حاجات ضرور پوری ہو جاتی تھیں، انہیں میں سے ایک کی چالیس راتوں کے بعد بھی دعا مستجاب نہیں ہوئی، وہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور وجہ پوچھی، حضرت مسیح علیہ السلام اس کی علت کے لئے درگاہ خداوندی میں متوسل ہوئے تو وحی آئی! اے عیسیٰ! میرا بندہ مجھ تک اس راستے کے علاوہ دوسرے راستہ سے آرہا تھا جو مجھ تک آنے کا راستہ ہے۔ وہ مجھ کو اس حالت میں یاد کر رہا تھا کہ تمہاری بہ نسبت اس کے دل میں شک تھا ایسی صورت میں اگر وہ مجھ کو بلاتا رہے یہاں تک کہ اس کی گردن ہی کیوں نہ ٹوٹ جائے اور انگلیاں بے جان ہو جائیں، میں اس کو جواب نہیں دوں گا۔[2]

۱ بحار الانوار، ج۲۳، ص۸۳

۲ کافی، ج۲، ص۴۰۰ (کتاب الایمان والکفر، باب الشک ح۹)

اسی بنا پر ہم زیارت آل یاسین میں گیارہ ائمہ کی ولایت و امامت کی قسم کھانے کے بعد بطور جداگانہ ایک خاص طریقے سے امام عصر علیہ السلام کی ولایت و امامت کی شہادت و گواہی کا اعلان کرتے ہیں کیونکہ حقیقت میں موجودہ زمانے میں صراط مستقیم، شاہراہ سعادت، کشتیٔ نجات، امین خداوند، آیت بزرگ الٰہی، زمین میں جانشین و خلیفۂ خداوند، وصیٔ خداوند، ولی حق، حبیب پروردگار، حق مطلق، مخزن علوم الٰہی، وارث علم و کمالات انبیاء، راہ خدا، دست خدا، چشم خدا، حجت خدا، نور خدا، وجہ خدا، وعدۂ خدا، سر خدا، حافظ اسرار الٰہی، فریادرس وپناہ امت، واسطۂ فیض و پرچم ہدایت کلمۃ اللہ، حبل اللہ المتین، ولی مؤمنین، ولیٔ امر، ولی نعمت، امان زمان، صاحب زمان، حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنا فداہ کا وجود مقدس ہے جیسا کہ ہم زیارت میں پڑھتے ہیں۔

اَلسَّلاَمُ عَلَیكَ یا سَبِیْلَ اللهِ الّذی مَن سَلَكَ غیرَہ هَلَكَ.[1]

سلام آپ پر اے راہ خداوندی کہ جو بھی اس پر نہ چلے ہلاک ہو جائے۔

اسی طرح حضرت علیہ السلام کی زیارت میں یوں وارد ہوا ہے:

اَشْهَدُ اَنَّ بِولایتك تُقْبَلُ الْاَعْمَال وَ تُزَكّٰی الأفعال و تُضاعفُ الْحَسناتُ وَ تُمْحَی السَّیِّئَاتُ فَمَنْ جَاءَ بِوِلاَیَتِكَ وَاعْتَرَفَ بِاِمَامتك قُبِلَتْ اَعْمَالُه و صُدِّقَتْ أقوالُه و تضاعَفت حَسَناتُه وَ مُحِیَتْ

۱ مفاتیح الجنان زیارت حضرت صاحب الامر علیہ السلام بموقع اذن دخول برائے سرداب مقدس، بحار الانوار، ج ۱۰۲ ص ۱۱۷

سَیِّئَاتُه و مَنْ عَدَلَ عَنْ وِلاَیَتِكَ وَ جَهِلَ مَعْرِفَتَكَ وَاسْتَبْدَلَ بِكَ غَیْرَكَ كَبَّهُ اللهُ علیٰ منخرہ فِی النَّارِ وَلَمْ یَقْبِلُ اللهُ لَهُ عَمَلاً وَلَمْ یُقِمْ لَه یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَزْنًا.

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی ولایت کی بدولت ہی اعمال قابل قبول ہونگے اور افعال پاکیزہ ہونگے اور نیکیوں میں اضافہ ہوگا برائیاں ختم ہو جائیں گی ہر اس شخص کے اعمال و کردار قابل قبول ہیں جو آپ کی ولایت کا معتقد اور آپ کی امامت کا معترف ہے اس کی باتیں تصدیق یافتہ اس کی نیکیاں دوچند اور بدیاں نابود ہو جائیں گی اور جو بھی آپ کی ولایت سے سرپیچی اختیار کرے اور آپ کی معرفت سے جاہل رہے اور دوسروں کو آپ کی جگہ جانے تو خدا اس کو منہ کے بل جہنم کی آگ میں سرنگوں کر دے گا اور اس کے اعمال پروردگار قبول نہیں کرے گا اورر روز قیامت میزان عمل میں اس کا کوئی وزن نہ ہو گا۔[1]

ہمیں چاہیئے کہ اپنے تمام وجود کے ساتھ درگاہ خداوند متعال میں خدا، رسول اور اس کی حجت کی معرفت کو طلب کریں اور خود کو شناخت و آگاہی کے انوار میں سر تا سر ڈوبو لیں اگر ہم نے اس وجود نازنین کو اسی طرح پہچان لیا جو پہچاننے کا حق ہے اور اپنی

۱ مفاتیح الجنان زیارت حضرت صاحب الامر۔ سرداب مطہر میں داخل ہوتے وقت کی زیارت کے یہ جملے ہیں۔ بحار الانوار ۱۰۲: ۱۱۷

محبت و شوق اور اس ولی خدا کے سلسلے میں اپنے وظائف کی عمل آوری میں غفلت نہ برتی تو وہی وہ وقت ہو گا جب انوار الٰہیہ جلوہ فگن ہو جائیں گے اور دل سے فرزند و پدر و مادر کی محبت ختم ہوتی نظر آجائے گی۔

اگر اب تک ہم نے ایسی محبت کو آنحضرت علیہ السلام کے قدموں پر نچھاور نہیں کیا ہے تو یہ ہماری ناقص معرفت کا آئینہ ہے ہم اپنے وظائف میں کوتاہی برت رہے ہیں کیونکہ ہم پہچانتے ہی نہیں۔ ہم ان کے ذریعے سے خالق و مخلوق کے درمیان رابطے کی جستجو ہی نہیں کرتے کیونکہ معرفت ہی نہیں رکھتے اپنے امور کی انجام دہی میں اسباب ظاہری سے دل لگاتے ہیں مگر اس وجود مبارک کو فراموش کر جاتے ہیں جو زمین و آسمان کے اتصال کا باعث ہے اسی وجہ سے دوران غیبت میں اس دعا کی مداومت پر تاکید کی گئی ہے۔

اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ نَفْسَکَ...

میں خود سے کہتا ہوں کہ......مجھے چاہئے اپنا آغاز الف و بائے امامت سے کروں۔

===O===O===O===

دعاء برائے تعجیل فرج

شیعہ معاشرے اور آنحضرت علیہ السلام کو ماننے والوں کے درمیان سے غفلت کا خاتمہ کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ امام زمان ارواحنا فداہ کی غیبت ایک عادی امر بنتا جارہا ہے جس کی بنا پر ہم اپنے زندہ و حاضر و شاہد و ناظر امام سے غافل ہوتے جارہے ہیں ضرورت ہے کہ ہم لوگوں کو ہشیار کریں اور اس عادت کو ختم کرنے کا علاج کریں۔

اگر ہم غیبت کے زمانے کو امام زمان ارواحنا فداہ کے لئے زندان تصور کرتے ہیں تو اس کو شیعہ معاشرے کے لئے جو ان کے وجود آسمانی کو دیکھنے سے محروم ہیں خود ساختہ محرومیت اور ایک بہت بڑی نعمت خداوندی سے دوری شمار کریں اور بغیر امام کی زندگی کو 'زندگانی' نہ جانیں پھر ایسی حالت میں اپنے دل کی گہرائیوں اور سوز جگر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کو خداوند سے طلب کریں کیونکہ ظہور میں اصلی رکاوٹ خود لوگوں کا آمادہ نہ ہونا ہے۔ اور شاید 'دنیا کے ظلم و جور' سے بھر جانے کا مطلب بھی یہی ہے کہ لوگ کثرتِ ستم و بیدادگری سے گھبرا کر اپنے حقوق کی پامالی کی طرف متوجہ ہوں اور یہ سمجھیں کہ اس کی اصلاح بھی دستِ انسانی سے خارج ہے جو زمینہ قرار پائے گا کہ انسان امام عصر ارواحنا فداہ کے لطف و کرم اور عدل و انصاف کے دامن میں آجائے البتہ یہ آگاہی اور طلب درخواست' درگاہ خداوندی ہی میں بہ شکل دعا پہونچنی چاہیئے اور شرف قبولیت پانا چاہیئے۔

دعا اقدر القادرین و فعّال مایشاء پروردگار کے روبرو عاجز و ناتوان و مطلق

ناچیز بندوں کا اظہار عجز ہے اور درخواست گشائش و اجابت ہے۔ اب جہاں کہیں پر بھی ظہور و تعجیل فرج کی بات آتی ہے دعا کی گفتگو لازمی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حقیقت میں تعجیل فرج میں دعا کی خاص اہمیت ہے اور حضرت کے ظہور میں کامل و قطعی اثر رکھتی ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو پیغمبر اکرم ﷺ اور آئمہ معصومین علیہم السلام بہت سی روایات کے مطابق ہمیں اس کا حکم نہ دیتے اسی لئے ہم پر فرض ہے کہ ظہور کی لئے دست بہ دعا رہیں اور ایک لحظے کے لئے بھی پروردگار کی رحمت واسعہ سے مایوس نہ ہوں اور اسی طرح کہ جیسے فردی یا خانوادگی مصیبت میں گرفتار ہو کر بے پناہ دعا کرتے ہیں اور مضطربانہ اپنی طلب وخواہش و تمنا والتماس کو درگاہ خدا میں پیش کرتے ہیں اور حضرات معصومین علیہم السلام کی بارگاہ میں توسل کرنے سے تھکتے نہیں ہیں، بالکل ویسے ہی اس امر حیاتی کے لئے بھی جو کہ حقیقت میں تمام معنوی و مادّی مشکلات کا حل ہمارے لئے اور پوری کائنات کے لئے ہے ہمت نہ ہاریں اور اگر ابھی تک ہم نے کوتاہی سے کام لیا ہے تو ہمارے لئے ابھی بھی اس کے جبران کے لئے وقت ہے۔

دست از طلب ندارم تا کام من بر آید

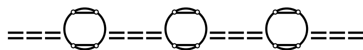
یا تن رسد بہ جانان یا جان ز تن بر آید

سید ابن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ جن کا شمار بڑے شیعہ علماء میں ہوتا ہے اور جن کو کئی بار امام عصر ارواحنا فداہ کے محضر مبارک میں حاضری کا شرف ملا ہے اور بارگاہ امام سے 'فرزند' ہونے کا افتخار ملا ہے اور جو اسم اعظم اور اسرار الٰہی سے آگاہ تھے وہ اپنے فرزند کو خطاب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

جان لو کہ تمہاری اہم ترین ضرورت یہ ہونی چاہیے کہ جس کی پناہ میں ہدایت و حمایت حاصل کرتے ہو اس کی آرزو کرو جو کہ تمہارے زمانے کے امام ہیں اس لئے تم کو چاہئے کہ نماز و روزہ و دعا میں سب سے پہلے ان کے لئے حاجت طلب کرو اور بعد میں اپنے لئے۔ یہ جو میں کہہ رہا ہوں کہ حاجات امام زمان ارواحنا فداہ کو خود پر مقدم رکھو۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ دنیا کا وجود اور اہل دنیا کا وجود انہی کے وجود مبارک کی وجہ سے ہے۔ یہ جو کچھ بھی میں نے کہا اس پر عمل کرو کہ یہ وہ روشن حقیقت ہے جس میں اگر کسی شخص نے اپنے مولا کے سلسلے میں کوتاہی کیا یا اس میں سستی سے کام لیا اور جو کچھ بھی میں نے بیان کیا اس سے غافل رہا تو خدا کی قسم ابھی تک وہ غلطی پر ہے ایسی غلطی جو مایۂ ننگ و عار ہے۔

کیا کبھی یہ سوچا کہ پاک وپاکیزہ ائمہ اور ہمارے ہدایت کرنے والوں نے اس موضوع کو اتنی اہمیت کس طرح دی ہے؟ کیا ابھی تک اس امر مہم کی طرف توجہ کی ہے؟ پھر ایک بار تکرار کرتا ہوں کہ جو کچھ بھی میں نے بیان کیا اس پر توجہ کرنے کے بعد تمہارے لئے کوئی عذر باقی نہیں بچتا کہ تم ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کرنے کو اہمیت نہ دو۔[۱]

خلاصۂ کلام یہ کہ: حضرت ولی عصر علیہ السلام کے ظہور میں آسانی کے لئے دعا کا ایک قطعی اثر پایا جاتا ہے اور شرط وفاداری 'محبت' معرفت و دیانت یہی ہے کہ ہر شیعہ اپنے امام کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کرے۔



۱ فلاح السّائل: ۴۴

دعاء کے تعجب خیز اثرات

ایک بہترین کتاب جو برکات و آثار دعا کو بیان کرتی ہے اور تعجیل فرج کے سلسلے میں شیعوں اور محبان امام عصر ارواحنا فداہ کی ذمہ داریوں کو بیان کرنے نیز عصر غیبت میں پڑھی جانے والی دعاؤں سے متعلق ایک انمول تحفہ ہے جس کا نام مکیال المکارم فی فوائد الدّعاء للقائم علیہ السلام ہے۔ یہ کتاب امام زمان ارواحنا فداہ کے امر مبارک پر تالیف ہوئی ہے حتی کہ اس کا نام بھی حضرت کا انتخاب کردہ ہے جس کا مطالعہ آستانِ مہدوی کے عاشقوں کے لئے بہت زیادہ پر فائدہ اور امید بخش ہے۔

اس کتاب کی پہلی جلد میں مؤلف محترم رحمۃ اللہ علیہ نے آیات و روایات سے استفادہ کرتے ہوئے امام زمان علیہ السلام کے تعجیل فرج کی دعاء کے لئے ۱۰۲ فوائد و اثرات بیان فرمائے ہیں ہم یہاں پر انہیں میں سے کچھ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

- خداوند کے نزدیک بہترین اور محبوب ترین عمل ہے اور باعث رضامندئ پروردگار و رسول خدا ﷺ ہے۔
- گناہوں کی معافی کا باعث اور سیئات کو حسنات میں تبدیل کرنے کا سبب ہے۔
- خداوند متعال و رسول خدا ﷺ کی تعظیم و پیروی کا باعث ہے۔
- پیغمبر گرامی ﷺ و امام زمان ارواحنا فداہ کی شفاعت کا حقدار بناتی ہے۔
- عہد و پیمان الٰہی سے وفا اور اجر رسالت کی ادائیگی کا ذریعہ ہے۔
- دعا کی اجابت کا سبب اور بلا و عقوبت کے دور ہونے کا ذریعہ اور نزول نعمت اور

وسعت روزی کا باعث ہے۔

- دل، بیداری یا خواب میں آپ کے جمال جہاں آرا کے دیدار کی طرف مائل ہوتا ہے۔
- وقت ظہور دنیا میں واپس آنے کا موقع ملتا ہے۔
- دل میں نور ولایت امام زمان ارواحنا فداہ کی زیادتی کا باعث ہے۔
- عذاب و عقوبت آخرت سے نجات کا پروانہ ہے۔
- خدا کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔
- طول عمر کا باعث ہے۔
- دعا کنندہ کو طلب علم کے ثواب کی طرف لے جاتی ہے۔
- درخواست کنندہ کو امیر المؤمنین علیہ السلام کے ساتھ محشور کیا جائے گا۔
- دعا کنندہ کو امام زمان ارواحنا فداہ کی دعا ملتی ہے۔
- دعا کرنے والے کو خداوند متعال و رسول خدا ﷺ کے نزدیک محبوب ترین مخلوق بناتی ہے۔
- دعاء پیغمبر ﷺ اور آنحضرت ﷺ کی ضمانت کے ساتھ داخل بہشت ہونے کا باعث ہے۔
- مظلوم کی مدد کرنے کے برابر اجر ملتا ہے (کیونکہ آپ ہی کی ذات تو مظلوم ترین فرد عالم ہے)
- حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے والوں کا ثواب ہے۔

- ستر ہزار گناہگاروں کے لئے دعا کنندہ کی شفاعت قابل قبول ہو گی۔
- روز قیامت امیر المؤمنین علیہ السلام کی دعا ساتھ ساتھ ہو گی۔
- خود دعا، دعا کرنے والوں کو بے حساب وارد بہشت کرے گی۔
- ابلیس کے چہرے پر خراش ڈالنے کا ذریعہ ہے۔
- روز قیامت تشنگی سے امان کا باعث ہے۔
- جس بزم میں تعجیل فرج کے لئے دعا کی جاتی ہے وہاں پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔
- پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکاب میں شہادت اور زیر پرچم حضرت مہدی علیہ السلام کے پرچم تلے رہنے کا شرف و ثواب ملتا ہے۔
- آخرت میں دعا کرنے والے کے مقام کو ہر شہید سے بالاتر بنائے گی۔
- دعا کرنے والے کے شامل حال حضرت صدّیقہ طاہرہ علیہا السلام کی شفاعت ہو گی۔
- دعا کرنے والے کے دنیا و آخرت کے تمام غم دور ہو جائیں گے۔
- دعا کرنے والے کے حق میں فرشتے دعا کرتے ہیں۔

اب جبکہ اس بات کا پتہ چل گیا کہ دعا کا اثر ظہور کے نزدیک ہونے میں اثر کامل رکھتا ہے تو یہ بات عجیب سی ہشداری پیدا کر رہی ہے کہ اگر مؤمنین زمان غیبت میں اپنی نجات و سعادت اور اپنے پیشوا کے ظہور کو خدا سے طلب کریں گے تو خدا ان کے لئے ایسے راستے فراہم کر دے گا جس سے وہ اپنے امام علیہ السلام کو پہچان لیں گے اور ان کی طرف ملتفت ہو جائیں گے اور اس راہ میں زیادہ سے زیادہ تلاش و کوشش کو بروئے کار لائیں گے۔

امام منتظر علیہ السلام کے ظہور کے لئے دعا کرنا موثر ترین اور اہم ترین عمل ہے کہ جس پر ہر شیعہ کو کاربند رہنا چاہیے اور ہر جگہ ہر مقام اور زمان میں اس کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے اور اس کو چھوڑنے یا اس سے غفلت برتنے پر کوئی بھی اور کسی بھی طرح کا عذر قابل قبول نہ ہو گا۔ یقینا حجت خدا کی امامت کے معتقدین اپنے اپنے اجتماعی یا فردی یا سیاسی قدرت اور علمی و فکری و مالی اعتبار سے امام کے روبرو مسؤولیت رکھتے ہیں۔

من جملہ ان موارد کے کہ جن کی طرف دور حاضر میں توجہ اور جن کا تذکرہ لازم و ضروری ہے وہ امام زمان علیہ السلام کی نصرت مالی ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ شیعہ معاشرے کو امام عصر علیہ السلام کے بارے میں شدید ضرورت کے باوجود اس قدر بھی معلومات نہیں ہیں جو کافی کہی جا سکیں دنیا کے لوگ امام عصر علیہ السلام کے سلسلے میں پڑھیں، سنیں اور جانیں اور اس موعود کائنات کے بارے میں حقیقت و معارف سے آشنا ہوں ایسا کوئی ذریعہ ہی نظر نہیں آتا، البتہ دنیا کے گوشہ و کنار میں افراد یا مؤسسات ہیں کہ جو لوگوں کو خدا کی زندہ حجت سے آشنا کروانے کے سلسلے میں خالصانہ افعال انجام دے رہے ہیں مگر ابھی تک جو ہو رہا ہے وہ اس کی بہ نسبت جو ہونا چاہیئے بہت ہی کم اور کمتر ہے۔

مزید افسوس کا مقام یہ ہے کہ آج ہم مشاہدہ کر رہے ہیں کہ دشمنانِ اہل بیتؑ بعض گمراہ فرقوں کے ذریعے بہت ہی زیادہ پیسہ خرچ کر کے اسلامی ممالک میں بھی اپنے باطل افکار و نظریات کی ترویج کر رہے ہیں لیکن ہم جو کہ خاندان عصمت و طہارت کے شیدائی ہیں اپنے اہم ترین وظیفۂ تبلیغ سے غافل ہیں۔

خداوند تبارک و تعالیٰ عزّ شانہ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ ذَالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضَاعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَةً۔[1]

کوئی ہے کہ خدا کو قرض حسنہ دے کہ وہ اس کے بدلے اسکو کئی حصّے زیادہ دے گا۔

ہم میں ہر ایک نے اس آیت شریف کو قرض الحسنہ و امور خیریہ کے مؤسسات کی پیشانیوں پر لکھا ہوا پایا ہوگا یہ کیوں لکھا جاتا ہے صرف اس لئے کہ آس پاس رہنے والوں کی توجہ کا مرکز بنے اور امور خیر میں لوگ سرمایہ کاری کریں لوگوں کی تشویق ہو سکے جبکہ ہم اس بات سے غافل ہیں یہ پروردگار کا عمومی اعلان معرفت کی راہ میں انسان کی حرکت کے لئے ہے اور زمین پر خلیفۂ خدا کی ولایت و محبت کے لئے ہے کیونکہ جس وقت امام صادق علیہ السلام سے اس آیت شریفہ کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

(یہ آیت) امام سے متمسک رہنے کے بارے میں نازل ہوئی۔[2]

اس طرح ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں:

خداوند ضرورت کے تحت لوگوں کے اختیار میں موجود اشیاء سے قرض

۱ بقرہ آیت ۲۴۵

۲ اصول کافی ۱-۵۳۷، کتاب الحجۃ، باب صلۃ الامام ۱۲۹ ح ۲ و ۴

نہیں چاہتا بلکہ ہر وہ حق جو پروردگار کا ہے وہ اس کے ولی کا ہے۔[1]

نیز آپ علیہ السلام ہی نے اپنے ایک صحابی سے ارشاد فرمایا:

اے میّاح، ایسا ایک درہم جو امام سے ملائے احد کے پہاڑ سے زیادہ وزن رکھتا ہے۔[2]

آیۃ اللہ موسوی اصفہانی مؤلف کتاب مکیال المکارم فی فوائد الدّعاء للقائم علیہ السلام جس وقت عصر غیبت کے وظائف کی طرف اشارہ کرتے ہیں وہیں شیعوں کی ذمہ داری میں امام کے سلسلے میں صلۂ رحم کا تذکرہ فرماتے ہیں اور گذشتہ روایات اور متعدد دیگر احادیث کے استناد کے ضمن میں اسی باب میں تحریر فرماتے ہیں:

مؤمن کو چاہیئے اپنے پاس موجود چیزوں میں سے اپنے زمانے کے امام علیہ السلام کے لئے ہدیہ کرے اور ہر سال اس کام کی مداومت کرے اور اس عمل شریف میں غنی و فقیر، و کمتر و بہتر، عورت و مرد سب برابر ہیں مگر یہ کہ ثروتمند اپنی مقدار و توانائی کے حساب سے ذمہ دار ہے اور فقیر اپنی استطاعت کے اعتبار سے-روایات میں اس کام کے لئے کوئی معین مقدار صرف کرنے کا بیان نہیں ہے کیونکہ یہ عمل ظاہراً مستحباتِ مؤکدہ میں سے ہے کہ جس کو ائمہ علیہم السلام کی زبان میں 'فریضہ' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام سے شیخ کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے کافی میں اپنی اسناد کے ساتھ روایت پیش

۱ اصول کافی ج۱، ص ۵۳۷ ح ۳

۲ اصول کافی ج۱، ص ۵۳۷ ح ۶

کیا ہے۔ جس میں امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

خداوند کے نزدیک کوئی بھی چیز در اہم کو امام علیہ السلام سے مخصوص قرار دینے سے زیادہ محبوب نہیں ہے یہ حقیقت ہے کہ خداوند ایک درہم کے عوض، خرچ کرنے والے کے لئے بہشت میں کوہ احد کے برابر اجر قرار دے گا۔

اور آپ ہی سے ایک معتبر حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

میں کبھی تمہاری طرف سے ایک درہم بھی قبول کرلیتاہوں جبکہ میں اہل مدینہ میں متموّل ترین ہوں اس سے میرا مقصد صرف اتناہے کہ تم پاک و پاکیزہ ہوجاؤ۔

ہر وہ شخص جو یہ گمان کرتا ہے کہ امام علیہ السلام لوگوں کے پاس پائی جانے والی چیزوں کا ضرورتمند ہے تو وہ کافر ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ لوگ امام کے محتاج ہیں کہ امام ان کو قبول فرمالیں خداوند عزّوجل ارشاد فرماتا ہے:

ان کے اموال میں صدقہ (زکات) لو تاکہ وہ پاک وپاکیزہ رہیں۔[1]

امام صادق علیہ السلام سے ایک جالب نظر روایت فروع کافی میں مرقوم ہے آپ فرماتے ہیں:

حج کے سلسلے میں ایک درہم خرچ کرنا دوسرے امور میں ایک ملین درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے اور ایسا ایک درہم جو امام تک پہنچ جائے وہ ایک

۱ ترجمہ مکیال المکارم ج ۲، ص ۳۵۱-۳۵۳، تھوڑے سے اصلاح کے ساتھ۔

ملین درہم حج میں خرچ کرنے کے مانند ہے۔[1]

امام علیہ السلام کے اس قول میں ذرا سا تأمل کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی آج بالفرض ایک روپیہ حج کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو گویا ایک ملین روپیہ دوسرے امور خیریہ میں خرچ کرنے کے برابر ہے بالکل اسی طرح اگر کوئی ایک روپیہ امام عصر علیہ السلام کی راہ میں خرچ کرے تو وہ ایک ملین روپۓ مقبول حج میں خرچ کرنے کے برابر ہے، ایک سادہ حساب اگر لگایا جائے تو راہ امام علیہ السلام میں ایک روپیہ خرچ کرنا ہزار ملین روپۓ دیگر امور خیریہ میں خرچ کرنے کی طرح ہے۔ اور یہ بات قابل تعجب بھی نہیں ہے کیونکہ اعتقادات شیعہ کی یہی بنیاد ہے۔

ہم معتقد ہیں کہ خداوند تبارک و تعالیٰ نے پوری کائنات ستارے، کرّات آسمانی، موجودات، فرشتے، انس و جن کو اہلبیت علیہم السلام کے صدقے میں پیدا کیا ہے اور انسان کی تخلیق صرف اور صرف اس وجہ سے ہوئی ہے کہ وہ خداوند کی اطاعت کا راستہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت و اطاعت کے ذریعہ سے پہچانے اور اس پر گامزن ہو جائے اسی وجہ سے معرفت امام اور امام کو پہچاننے والوں کی اتنی زیادہ قدر و قیمت ہے مؤمنوں کو چاہیئے کہ اس نوید کو سنجیدگی کے ساتھ لیں اور اس پر عمل کریں۔

افسوس کی بات ہے کہ یہ سنت حسنہ ہم شیعوں کے درمیان ابھی پوری طرح سے پھیلی نہیں ہے، اور ہر ایک اس پر عمل پیرا نہیں ہے اس لئے شائستہ ہے کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے منتظر و عاشق افراد اس سنت کو زندہ کریں کہ جو ضروری ترین اور مؤثر

۱ ترجمہ مکیال المکارم ج ۲، ص ۳۵۳

ترین شیوہ ہے امام عصرؑ کی امداد کا لہٰذا سنجیدگی کے ساتھ اس راہ میں قدم اٹھائیں اور اس پر عمل کریں۔

بارہا ہم نے دیکھا ہے کہ جس وقت کسی خاندان کا کوئی عزیز اس دنیا سے چلا جاتا ہے تو ہزاروں روپئے اس کے متعدد مراسم کی برگزاری پر خرچ کر دیئے جاتے ہیں اور یہ پیسہ بہت سے موارد میں خرچ ہو جاتا ہے جیسے پھولوں کی خریداری، مہمانوں کے کھانے کے انتظام اور اس کے علاوہ دیگر دوسرے امور پر بھی خرچ ہوتے ہیں جبکہ یہ خرچ ایسے موقع پر ہے کہ جس میں بہت سارے مدعوین صرف اور صرف رشتہ داروں کی تسلی کے لئے یا دیگر اجتماعی امور پر گفتگو کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں اور صرف ایک وعدۂ غذا پر ان مراسم میں شرکت کرتے ہیں۔ کیا بہتر یہ نہیں ہے کہ حداقل اس خرچ ہونے والے پیسے کو فرہنگ و تعلیمات اہلبیت کی تبلیغ پر خرچ کیا جائے؟ کیا ہمارے گذر جانے والوں کی ارواح اس طرح سے اور زیادہ راضی نہ ہونگی؟

یہ مثال ہر شعبے میں عمومیت رکھتی ہے حتی کہ مراسم و جشن نیمۂ شعبان میں بھی کہ جس میں چراغاں کرنا اور شیرینی کا اہتمام کرنا کھانا بنانا وغیرہ، اس سے اہم یہ ہے کہ ہم اپنی فکر کو غذا پہچائیں اور اپنی سطح معرفت کو بلند کریں اور لوگوں کو امام عصرؑ کے فضائل سے آشنا کریں اور آپ کی غیبت و غربت و مظلومیت کا تذکرہ کریں اور اس پر سنجیدگی کے ساتھ عمل پیرا ہو کر اس کی ترویج کا اہتمام کریں بلکہ اس مسئلہ کو ہر چیز پر اولویّت دیں کیونکہ آنحضرت کی معرفت کا حاصل کرنا اور ان کے آستان مبارک کے سلسلے میں شیعوں کے وظائف سے شناسائی اور لوگوں کو امامت کی ذمہ داریوں کی طرف لے کر آنا امام کے چاہنے والوں کے دہن کو نُقل و شیرینی سے میٹھا کرنے سے زیادہ اہم ہے کہ جو ایک لحظے میں گھل کر

ختم ہو جاتی ہے اور کچھ ہی وقت تک پیٹ کو سیر کر سکتی ہے۔

اس وادی میں بہترین کام امام زمانؑ کے بارے میں ایسی کتابوں کی تالیف و نشر و اشاعت ہے جو آگاہی بخش اور بیدار کنندہ ہوں۔

البتہ وہ لوگ جو تالیف یا نشر و اشاعت کی قدرت نہیں رکھتے وہ حداقل ان آثار کو زندہ کرنے میں مالی تعاون کریں تا کہ ان نایاب و قیمتی آثار کو نشر کر کے اور افراد کے اندر شوق مطالعہ ایجاد کر کے محبت اہلبیتؑ کا بیج دلوں میں بویا جا سکے تا کہ اس موعود کو لوگ دلوں میں بسا سکیں اور اس خدمت تبلیغی و فرہنگی کے عوض ثواب عظیم سے بہرہ مند ہو سکیں کہ جس کے بارے میں روایات میں اشارہ آچکا ہے اس کے علاوہ عنایات و التفات امام عصرؑ کو اپنی جانب موڑ سکیں۔

اگر کوئی کہے کہ میں نہ نفوذ کلام پر قادر ہوں اور نہ ہی اتنی قدرت رکھتا ہوں کہ لوگ میری باتوں کو سنیں اور نہ ہی مال و ثروت رکھتا ہوں کہ حضرت کی راہ میں خرچ کر سکوں اور نہ ہی نگارش کتب و مقالہ کی صلاحیت رکھتا ہوں تو وہ اتنا تو کر ہی سکتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو یاد امامؑ میں مشغول رکھے اور ہر وقت اپنے قلب و جان و فکر کو یاد امام زمانؑ سے معطر رکھے اور ان بزرگوار کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کرتا رہے اور دوسروں کو بھی اس عمل خیر کی انجام دہی کی ترغیب دیتا رہے۔

یاد رہے کہ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اپنے ہاتھ فردی و اجتماعی فعالیت سے کھینچ لے بلکہ بات یہ ہے کہ وظائف کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ عین عمل میں اپنے زمانے کے امامؑ سے قلبی رابطہ اور اس پیشوائے حق کے ظہور کے لئے دعا کرے جو مہم ترین

وظیفۂ فردی واجتماعی ہے۔

حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کرنا اس ذخیرۂ آسمانی کو خلوت و جلوت میں اور ہر خاص و عام طریقہ میں یاد کرنے کا بہترین راستہ ہے اور نشانئ ایمان بھی ہے جیسا کہ امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام ارشاد فرماتے ہیں:

اس کا وجود مبارک آنکھوں سے پوشیدہ ہوگا مگر مؤمنین کے دل اس کی یاد سے غافل نہ ہوں گے۔[۱]

یہی یاد باعث بنے گی کے زمانۂ آخر کے انحراف وہلاکت سے امان مل جائے۔

آیئے آیات و روایات کے الہامات اور بالخصوص وجود مقدس امام عصر ارواحنا فداہ کے پیام وفرمان کی روشنی میں کتاب آسمانی کی گفتگو کے مصداق بن جائیں۔

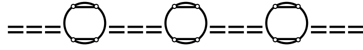
ایک ایک دو دو کر کے خدا کے لئے قیام کرو۔[۲]

ہمۂ وقت اپنی خلوتوں میں توبہ و استغفار کے ساتھ ظہور امام علیہ السلام کو درگاہ خداوندی سے طلب کریں۔ اور ایک ساتھ ملکر مقدس مقامات پر حرم معصومین علیہم السلام کے علاوہ بقیہ جگھوں میں بھی جیسے مساجد امام بارگاہ اور جلسات مذہبی میں خالصانہ اور دل کی گہرائیوں سے توبہ و استغفار کے ساتھ منتقم آل محمد علیہم السلام کے ظہور کے لئے دعا کریں اور خدائے بزرگ سے ان کے بھیجنے کی التماس کریں۔

---

۱ کمال الدین ج ۲، ص ۳۶۸-۳۶۹، باب ۳۴ح ۶

۲ سورہ سباے ۴، آیت ۲۴



انفرادی اور اجتماعی دُعاء

تعجیل فرج کے لئے دعا کو ہر وقت مدّ نظر رکھنا چاہیئے اور خاص طور پر مؤمنین کے اجتماعات اور خصوصاً ان مجالس میں جو اہل بیت علیہم السلام سے منسوب ہوں۔ امام صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

جب کبھی چالیس افراد دعا کے لئے ایک ساتھ جمع ہوتے ہیں اور اپنے امور میں خدا کو یاد کرتے ہیں تو خدا ان کی دعاؤں کو مستجاب کرتا ہے۔ اور اگر چالیس نہ ہوں چار ہی ہوں اور باہم جمع ہو کر دس دس بار خداوند عزّوجل کو یاد کریں تو خدا ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور اگر چار افراد بھی نہ ہوں تنہا ایک ہی ہو اور چالیس مرتبہ خدا کو آواز دے تو خدائے عزیز و جبار اس کی دعا کو قبول فرمائیگا۔[1]

نیز آپ علیہ السلام ہی ارشاد فرماتے ہیں:

جب کبھی کوئی بات میرے والد کو فکر مند کرتی تھی تو آپ عورتوں اور بچوں کو جمع کرتے تھے پھر دعا فرماتے تھے اور وہ سب آمین کہتے تھے۔[2]

عاشقان و دوست داران اہل بیت علیہم السلام، عزاداران سالار شہیداں و برپا کنندگان مجالس سوگواری اور مذہبی انجمنوں میں شرکت کرنے والوں کو جاننا چاہیے کہ ائمہ

۱ کافی، ج ۲، ص ۴۸۷، کتاب الدعا، باب الاجتماع فی الدعاء ح ۱ و ۳

۲ کافی ۲: ۴۸۷، کتاب الدعا، باب الاجتماع فی الدعاء ح ۱ و ۳

اطہار علیہم السلام سے اظہار ارادت چاہے ایام غم میں ہو یا خوشی کے موقعہ پر ہو وہ ہر ایک لمحہ مقبول لمحہ ہے کہ جس میں ہم امام زمان ارواحنا فداہ کی رضایت و خوشنودی کو حاصل کرسکتے ہیں اور ان تمام حالات میں خاص طور پر جب آنکھوں سے آنسو جاری ہوں دل پژمردہ ہو تو فرزند غریب حضرت اباعبد اللہ الحسین علیہ السلام و منتقم خون مطہر کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کریں، بالکل اسی طرح جیسے کہ زیارت عاشورہ میں پڑھتے ہیں۔ میں خدا سے چاہتا ہوں کہ مجھ کو ایسے مقام تک پہنچا دے جہاں سے آپ کے خاندان سے ملحق ہونے کا راستہ مل جائے اور میرا نصیب ایسا بنادے کہ آپ کے اہل بیت علیہم السلام میں اس ہدایت یافتۂ الٰہی امام علیہ السلام کے ہمراہ آپ کے خون کا بدلہ لے سکوں اور آپ کے دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچا سکوں۔

کتاب مکیال المکارم میں بھی وارد ہے کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ ارشاد فرماتے ہیں:

اگر کوئی مؤمن مجلس عزاء میں ذکر مصائب حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے بعد میرے لئے دعا کرتا ہے تو میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں۔[1]

علامہ امینی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

جو کوئی بھی صلوات کے بعد 'عجل فرجہم' کہے گا میں اس کو کتاب 'الغدیر' کی تحریر میں اپنے ساتھ سہیم و شریک قرار دوں گا۔

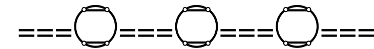
مقررین و ذاکرین و شاعران اہل بیت علیہم السلام اپنی تقاریر و اشعار، منقبت و مراثی

۱ مکیال المکارم، ج ۱، ص ۳۳۳

میں محور سخن امام عصر ارواحنا فداہ کو قرار دیں اور دعاؤں کی اجابت کے لمحات میں دربار خداوندی سے آپ کے ظہور کی درخواست سے غافل نہ رہیں۔

شیخ حسن سامرائی جو کہ عراق کے باتقویٰ مقرر تھے ان سے منقول ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جن ایّام میں سامرا میں تھا ایک جمعہ بہ وقت عصر سرداب مقدس گیا دیکھا میرے علاوہ وہاں کوئی نہیں ہے، میں نے دھیان لگایا اور مرتبہ و مقام صاحب الامر علیہ السلام کی جانب متوجہ ہو گیا۔ اسی حالت میں تھا کہ ایک آواز پشت سر سے سنائی دی جو کہ فارسی میں تھی۔

ہمارے شیعوں اور دوستوں سے کہو کہ خدا کو ہماری عمۂ محترم حضرت زینب علیہا السلام کی قسم دیں تا کہ میرا ظہور نزدیک آجائے۔[1]



۱ شیفتگان حضرت مہدی علیہ السلام ۱-۲۵۱

مکر شیطان

بعض لوگ یہ تصور کرتے ہیں کہ ظہور کی دعا کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ تزکیۂ نفس کیا جائے اور دعا کے لئے ظرفیت پیدا کی جائے۔ یہ ایک بہت بڑی غلطی ہے اور ممکن ہے کہ یہ القاء وو سوسۂ شیطانی ہو، تاکہ اس طرح کسب ظرفیت میں الجھا کر فرصت کے لمحات کو چھین لے اور ظرفیت بھی حاصل نہ ہو پائے اس کے علاوہ یاد رکھنا چاہیئے کہ دعا خود بھی ظرفیت و تطہیر نفس و تزکیۂ باطن کا ایک اہم جز ہے۔ کیا اہل بیت عصمت علیہم السلام مصداق آیۂ تطہیر نہیں ہیں؟ تطہیر باطن و تزکیۂ نفس کا اطمینان بخش راستہ اس خاندان پاک سے متصل ہو جانے کے علاوہ کون سا ہے؟

شیطان جب راندۂ درگاہ الوہیت ہوا تو خداوند سے درخواست کی کہ اس کی ہزاروں سال کی عبادت کا صلہ خاتمۂ دنیا تک کی مہلت کی شکل میں دیا جائے۔ شیطان نے خدا سے درخواست کی کہ پروردگار! مجھ کو اس دن تک کی مہلت دے جس روز مخلوقات مبعوث ہوں۔ خداوند نے ارشاد فرمایا۔ تجھ کو وقت معین و معلوم تک کی مہلت دی گئی۔[1]

امام محمد باقر علیہ السلام وقت ظہور مرگ شیطان کے سلسلے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

آیۂ شریفہ میں وقت معلوم سے مراد روز قیام قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جب خداوند کی اجازت سے وہ قیام فرمائیں گے تو ابلیس مسجد کوفہ تک آئیگا اس حالت میں کہ زانوؤں کے بل راستوں پر گھسٹ رہا ہو گا اور کہتا جا رہا ہو گا۔ وائے ہو اس زمانے پر! اس وقت اس

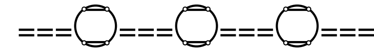
۱ سورہ حجر (۱۵)، آیت ۳۲-۳۹

کی پیشانی کے بال کو پکڑ کر اس کی گردن قلم کر دی جائے گی۔ وہی لمحہ وہ وقت معلوم ہے کہ جس دن اس کی مدت تمام ہو چکی ہو گی۔

حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے بھی اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں ارشاد فرمایا:

جس وقت سب کو شیطان کے خاتمے کا وقت معلوم ہو جائے گا وہی ہم اہلبیت علیہم السلام کے قائم علیہ السلام کے ظہور کا دن ہے۔[1]

یہی وہ چیز ہے کہ جس کی وجہ سے شیطان اپنے تمام تر حیلوں، بہانوں، ترکشوں اور اپنے اعوان و انصار کے ساتھ لوگوں کی توجہات کو حضرت ولی عصر علیہ السلام کی طرف سے موڑنا چاہتا ہے اور جتنی بھی کوشش و طاقت و قدرت ہے وہ 'روز ظہور' کو اور ٹالنے میں لگا رہا ہے۔



۱ کمال الدین ۲:۱۷۳، باب ۳۵، ح۵

ایک مفید مند یاد دہانی

ایک کمزوری مقررین مصنفین محققین و روشن فکر افراد میں یہ پائی جاتی ہے کہ وہ حاشیے کی باتوں پر زیادہ دھیان دیتے ہیں اور متن ظہور سے غفلت برتتے ہیں، ہم اپنی تمام تر علمی قدرت کو فرعی و کم اہمیت والے مطالب کی طرف کر لیتے ہیں مگر ولی اللہ علیہ السلام کے انتظار اور ان کے ظہور کی دعاء سے غافل رہتے ہیں یہ صحیح ہے کہ بعض مسائل جیسے علائم آخر الزمان کے بارے میں گفتگو کرنا، سننا، پڑھنا اور لکھنا کافی جذّاب و شیریں ہے مگر ہم پر خود آنحضرت کی شناخت اور ساتھ میں ان کی لئے دعا کرنے کی ذمہ داری ہے نشانی ظہور کی شناخت کی اہمیت بہر حال اس سے کم ہے۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے عالم خواب یا مکاشفہ میں مرحوم آیۃ اللہ مرزا محمد باقر فقیہ ایمانی سے ارشاد فرمایا: 'منبروں سے لوگوں کو سمجھاؤ اور ان کو حکم دو کہ توبہ کریں اور حضرت حجت ارواحنا فداہ کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کریں' آنحضرت کی آمد کے لئے دعا کرنا نماز میت کی طرح نہیں ہے کہ واجب کفائی ہو کہ کچھ لوگوں کے انجام دے لینے سے ساقط ہو جائے بلکہ نماز پنجگانہ کی طرح ہے کہ ہر مرد و زن بالغ پر یکساں واجب ہے کہ برائے ظہور امام زمان علیہ السلام دعا کریں۔[1]

اگر ہم نے آج تک جیسا کہ ہونا چاہیئے اپنے وظیفے پر عمل نہیں کیا ہے اور منتقم آل محمد علیہم السلام کے ظہور کے لئے دعا کرنے سے غافل رہے ہیں تو آیئے خداوند مہربان کے ساتھ عہد کریں اور مخلصانہ طور پر درگاہ الوہیت میں عرض کریں۔ بارالٰہا! اگر اوّل عمر

۱ ترجمہ مکیال المکارم: ۴۳۸-۱

سے آج تک میرے اعمال میں کوئی ایسا عمل ہو جو تیری رضایت کا باعث بنا ہو، حج مقبول، زیارت ائمہ علیہم السلام و امام زادگان، قرأت قرآن، نماز جماعت، صدقہ، احسان، صلہ رحم، ذکر، عزاداری، ادعیہ و دیگر اعمال مستحبی کے علاوہ میں سے بھی تو اسی لحہ میری سارے پروندۂ عمل کو لے لے اور منجیٔ عالم کے ظہور میں تعجیل فرمادے اور آج کے دن سے میرے ہر اس عمل خیر کا ثواب جو تیری رضایت کا سبب بنا ہو، تعجیل فرج مقرر فرمادے' خداوندا مجھے ایک لحظے کے لئے بھی میرے مولا کی یاد سے غافل نہ فرما۔

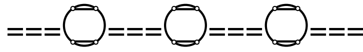
کاری کنیم و رنه خجالت بر آورد
روزیکه رخت جان به جهان دیگر کشیم

اس مقام پر بہتر ہے کہ حاج شیخ احمد کافی خراسانی رحمۃ اللہ علیہ شیدائے امام زمان علیہ السلام و فریاد کنندۂ تنہائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بات کو نقل کریں:

اے شیعو! خدا قسم ہمارے آقا آنے والے ہیں، باخدا ہمارا طرفدار آرہا ہے۔ آقا جان! ہر ایک ہم پر جملہ کستا ہے اور یہی ہوتا بھی ہے جسکا سرپرست اسکے سر پر نہ ہو اس پر جملے کسے ہی جاتے ہیں۔ میں آپ پر قربان اے حجت ابن الحسن علیہ السلام شیعہ پژمردہ ہو چکے ہے، پسر فاطمہ علیہا السلام آپ کے دوست افسردہ ہو رہے ہیں۔ اے مہدیٔ قرآن! آپ کے طرفدار دل شکستہ ہو گئے ہیں آپ خود ہی خدا سے اپنے ظہور کی درخواست کیجئے آپ کا فراق ہی کیا کم ہے میرے لئے کہ دشمن بھی میری سرزنش کر رہے ہیں کہ اگر تمہارا آقا ہوتا تو آجاتا۔

میرے مولا! ہمارے بچے جوان ہو گئے، جوان بوڑھے ہو چکے اور بوڑھوں کا ایک

گروہ مر بھی گیا مگر آپ کا دیدار نہ کر سکا خدا کی قسم اے لوگو! تمہاری دعائیں اثر رکھتی ہیں' تمہارے نالے اثر انگیز ہیں' خود مولا نے مرحوم مجلسی رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا: "مجلسی! شیعوں سے کہو میرے لئے دعا کریں" اب میں چاہتا ہوں کہ دعا کروں۔ خدایا! زہرا علیہا السلام کے شکستہ پہلو کا واسطہ ' الٰہی! زہرا علیہا السلام کی سیلی زدہ صورت کا واسطہ، الٰہی امام حسین علیہ السلام کے سر بریدہ کا واسطہ دیکر تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ امام علیہ السلام کے ظہور کو نزدیک فرما۔[۱]



۱ مجالس عمومی مرحوم آقای کافی رحمۃ اللہ علیہ۔

مختلف ادعیہ وزیارات

یہ گمان نہیں کرنا چاہیئے کہ صرف ظہور کی دعا کرنے میں دعائے فرج و ختم صلوات کا پڑھ لینا کافی ہے بلکہ اور دیگر دعائیں، زیارتیں، نمازیں، اذکار و توسّلات بھی موجود ہیں کہ جن کے ذریعے سے قطب عالم امکان کے ساتھ معنوی رابطہ پیدا کیا جاسکتا ہے۔ ان ہی مین سے ایک صلوات ابوالحسن ضرّاب اصفہانی ہے جس کے بارے میں سید ابن طاؤوس رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایاہے:

اگر کوئی شخص اعمال روز جمعہ میں سے جو کہ بالخصوص حضرت صاحب الامر علیہ السلام سے منسوب ہے بجانہ لاسکے تو اس کو یہ صلوات ہر گز فراموش نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اس صلوات میں ایک راز پوشیدہ ہے جس سے خدا نے ہمیں آگاہ کر دیا ہے۔[1]

امام عصر علیہ السلام کی بارگاہ مقدس میں توسل:

افسوس کے ساتھ یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ بعض محبان اہلبیت علیہم السلام اپنے توسلات و نذر و نیاز میں بہت ہی کم حضرت صاحب الزمان ارواحنا فداہ کی طرف متوجہ

۱ بہترین کتاب جو اس سلسلے میں وارد ہوئی ہے اور اہل بیت علیہم السلام کے بہت سے چاہنے والوں تک پہونچ چکی ہے اور کئی زبانوں میں ترجمہ بھی ہوا ہے وہ کتاب آقای سید مرتضٰی مجتہدی کی تالیف کردہ ہے اسکا نام "صحیفۂ مہدیہ" ہے۔ ہم تمام امام زمانہ علیہ السلام کا انتظار کرنے والے شیعوں سے وصیت کرتے ہیں کہ اس بہترین کتاب کا مطالعہ کریں اور تدبر کریں اور آداب دعا وطریقوں سے استفادہ کریں اور امام علیہ السلام سے قریب ہوں

ہوتے ہیں اور بہت ہی کم اس بلند درگاہ سے متوسل ہوتے ہیں۔ اگرچہ کہ یہ تمامی بزرگواران نور واحد ہیں مگر چونکہ یہ زمانہ امامت حضرت مہدی ارواحنا فداہ کا ہے اور خود حضرات معصومین علیہم السلام کا فرمان ہے کہ ہم اپنے حی و حاضر امام کی طرف متوجہ رہیں اور ان کی بارگاہ سے مدد طلب کرتے رہیں کیوں کہ وہ زمانے کے امام ہیں اور یہ زمانہ انہی کا زمانہ ہے۔

غیبت کی وجہ سے امامت کا کوئی بھی کام معطل نہیں ہو گیا ہے کیونکہ یہ کام امام کے صحن گیتی پر آشکار رہنے ہی سے مخصوص نہیں ہے جیسے کہ ان کے پاک آباء ہیں کہ اس کائنات سے جانے کے باوجود پوری کائنات و موجودات ان کی فرمانروائی میں ہے اسی طرح سرنوشت و بشریت انہی کے دست قدرت میں ہے اور لوگوں کی دعائیں، حاجتیں اسی حجت الٰہی و خلیفۂ پروردگار کی وجہ سے مقبول ہوتی ہیں۔

اس لحاظ سے اگر ہم اس زمانے میں جس میں کہ منصب امامت آپ کے وجود نازنین سے متعلق ہے اپنی مشکلات و مصیبت میں ذوات معصومین علیہم السلام سے متوسل ہوتے ہیں تو یہ بزرگواران نہایتاً ہماری حاجات کو اپنے فرزند جو کہ اس زمانے کے پیشواہیں، کی طرف روانہ کر دیتے ہیں جیسا کہ مرحوم مقدس اردبیلی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا کہ جب انہوں نے اپنے علمی اشکالات کو شاہ ولایت حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی پاک تربت کے روبرو رکھا تو آپ علیہ السلام نے ان کو امام زمان ارواحنا فداہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا: "مسجد کوفہ میں جاؤ اور اپنے سوالات کو اپنے زمانے کے امام سے پوچھو؟"[1]

۱ بحارالانوار:۵۲:۱۷۴

علامہ فاضل مامقانی فرماتے ہیں: مسجد الحرام کے صحن میں عالم خواب میں پیغمبر ﷺ کی خدمت اقدس میں باریابی کا شرف حاصل کیا، نماز کے بعد حضور کی بارگاہ میں بصد ادب اپنی ضرورت کا اظہار کرنے لگا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

'مامقانی! یہ میرے فرزند مہدی ارواحنا فداہ کا زمانہ ہے اپنی حاجت کو وہاں لے جاؤ۔'[1]

اسی طرح ایک شیعہ نے نقل کیا ہے کہ میرے پڑوس میں رہنے والے ایک سید نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول خدا ﷺ، امام رضا علیہ السلام اور امام عصر علیہ السلام اس کے گھر تشریف لائے۔ سید ان کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ یہاں تک کہ حضرت رسول خدا ﷺ تشریف فرما ہوئے لیکن دو امام کھڑے ہی رہے۔ پھر امام رضا علیہ السلام نے روس والوں کی شکایت کی کہ ہمارے شیعہ ان کی وجہ سے مشکلات میں ہیں کچھ کیجئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: **"آج دنیا کو حجۃ بن الحسن چلا رہے ہیں ان سے شکایت کرو......"**[2]

نتیجہ یہ کہ دوسرے ائمہ علیہم السلام کی طرف توجہ و توسّل کی بنا پر امام زمان علیہ السلام سے بے اعتنائی نہیں برت سکتے اور اُس حیّ و ناظر، مہربان پیشوا کا حق ہمارے اوپر سے ساقط نہیں ہو سکتا، ہر جگہ ہر گام نام و یاد امام زمانہ ارواحنا فداہ کے ساتھ فریاد کرنا چاہیئے صرف قسم کھاتے وقت ہی نہیں یاد کرنا چاہیئے۔ مولا ہمیشہ ہماری دسترس میں ہیں ان کے وجود مبارک کو عظیم ترین نعمت الٰہی شمار کریں اور ان کے ساتھ ارتباط سے غافل نہ رہیں۔ ہم

۱ موعود، ش ۱۸ و ۱۹

۲ شیفتگان حضرت مہدی، ج ۲، ص ۲۸۴

نے کہا کہ آپ علیہ السلام کوئی منشی نہیں رکھتے اس لئے بغیر کسی واسطے بغیر کسی وقت اور پہلے سے خبر کرنے کے ہر جگہ ہر وقت جب صدا دینگے وہ ہماری طرف اپنی نگاہ مہربان ڈالیں گے ہم دیکھیں گے کہ آپ باپ سے زیادہ مہربان 'ماں سے زیادہ دلسوز' بھائی سے زیادہ نزدیک اور ہر دوست و آشنا سے زیادہ مضبوط رشتہ نبھانے والے ہیں۔ ہماری تمام کمزوریوں اور نقائص کے باوجود ہمیں دوست رکھتے ہیں کیوں کہ جب ان کے دشمن ان کی وجہ سے محفوظ ہیں اور روزی پا رہے ہیں اور سانس لے رہے ہیں تو کیسے وہ اپنے چاہنے والوں اور شیعوں کو یونہی چھوڑ سکتے ہیں۔

اگر امام کی منزلت شفیق باپ کی طرح ہے (الامام الاب الشفیق) - کہ یقیناً ہے - اور ہم اپنے آپ کو ان کے فرزندوں میں شمار کرتے ہیں تو طبعی طور پر ہم جس طرح اپنے پدر جسمانی کے ساتھ ادب واحترام سے پیش آتے ہیں اور نشست و برخاست و گفتگو کرتے ہیں ویسے ہی اپنے پدر معنوی کے ساتھ دائماً گفتگو کر سکتے ہیں نجوا کر سکتے ہیں اور ایسی تمام بات کہہ سکتے ہیں جو ہم اپنے نزدیک ترین لوگوں سے بھی نہیں کہہ پاتے۔ ہر کوئی اپنی گفتگو اور نجوا کو اپنی ہی زبان و بیان میں امام کے روبرو پیش کر سکتا ہے اور ہر مشکل میں اس ولیّ خدا سے متوسل ہو سکتا ہے بس ان کی یاد و احساس کو اپنے قلب و جان میں بسا کر ارتباط و تمسک کے تمام وظائف پر عمل کر کے اسکو عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے۔ یا ایّھا الذین آمنوا اصبروا و رابطوا۔[1]

یہ آیت ہم کو امام عصر علیہ السلام سے رابطہ بر قرار رکھنے کا فرمان دے رہی ہے۔

۱ سورہ آل عمران (۳)، آیت ۲۰۱

آیئے ہم سب جو اب تک غافل تھے یہاں سے آغاز کریں کہ سب سے پہلے اپنی گذشتہ بے راہروی اور سرد مہری پر طلب عفو کریں اور عرض کریں۔ اگر ہم نے اپنی پوری زندگی آپ کے لئے رنج و آزار کے اسباب فراہم کئے ہیں، تو پھر بھی ہم آپ کے گنہگار و خطاکار فرزند آپ جیسے مہربان باپ کو دوست رکھتے ہیں اور آپ سے آرزوئے رضایت وعنایت کی امید رکھتے ہیں۔

اے والد سے زیادہ مہربان امام! ان تمام برائیوں کے باوجود ہم کو اس زمانۂ محرومیت میں اپنی نگاہ و محبت سے محروم نہ رکھئے گا اور ہمارے ہاتھوں کو اس طوفانی دور میں چھوڑ نہ دیجئے گا کیونکہ آپ کی یہی توجہ میری لئے شیاطین کے فریب و نیرنگ سے بچنے کا اطمینان بخش سہارا اور سپر ہے۔

اے میرے عظیم آقا! آپ کی نگاہ لطف و کرم والی اور انقلاب ساز ہے کہ جس نے میرے اندر شرم وحیا کو بر قرار رکھا ہے جس کی وجہ سے میں اپنے آپ کو ایسے اعمال سے بچالے جاتا ہوں جو آپ کی آمد کے وقت یا قیامت کے پرہول ہنگام میں پریشان و روسیاہ کردینگے۔

اے سراپا محبت و شفقت! میرے لئے خدا سے ایسے اعمال کی انجام دہی کی دعا فرمایئے جو خدا کی رضایت اور آپ اہل بیت علیہم السلام کی خوشنودی کا باعث بنے کہ آپ ہی کی خوشنودی، خوشنودیٔ پروردگار ہے۔

ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ ہم آپ کی لئے زینت کا سبب بنیں نا یہ کہ باعث رسوائی قرار پائیں۔

خدا سے دعا کیجئے کہ ہمیں آپ کی تنہائی و مظلومیت کی گہرائی و گیرائی کو سمجھنے کی توفیق عطا ہو جائے۔ اور لحظہ بہ لحظہ آپ کی محبت و مودّت و معرفت میں اضافہ ہوتا رہے اور روز بہ روز آپ کے دشمنوں سے نفرت و بغض و کینہ بڑھتا رہے۔

خدا سے دعا فرمایئے کہ ہمیں ایک لحظے کے لئے بھی آپ کی یاد سے غافل نہ ہونے دے اور آپ کے ظہور کی اور آپ سے غم و آلام و مصیبت کے دور کرنے کی دعا کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اور آپ کے ظہور مبارک کے درمیان موت فاصلہ نہ بن سکے۔

میرے آقا! آپ کی معرفت عطیۂ الٰہی ہے 'ایسا نور ہے کہ خداوند جس کے دل میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے کیونکہ ضروری نہیں کہ ہر کتاب و کاپی رکھنے والا پڑھا لکھا بھی ہو، اپنی معرفت کے بحر بیکراں سے تھوڑا تھوڑا کر کے ہمارے کام ودہن میں ڈالیئے اور اپنی معرفت و محبت کے صراط مستقیم پر قائم و دائم رہنے کی توفیقات کو مزید مضبوطی فراہم کیجئے۔

امام عصر علیہ السلام 'ہمتائے قرآن'[1] و 'راہ ہدایت دکھانے والے ہیں۔'[2] اس لئے ہم کو چاہیئے کہ صراط مستقیم و طریق ہدایت کو اس ولی خدا کے آستانے پر تلاش کریں تا کہ اس تمسک کی وجہ سے دین و دنیا ہمارے ہاتھ سے نہ جانے پائے اور ہم الٰہی آزمائشات سے سرخرو ہو کر باہر آئیں۔

آج کے اس دور میں مہلک خطرات ہمارے آئین و عقیدے کی آڑ میں ہی پل رہے ہیں سب سے پہلے زرق و برق دنیا اور اس کا فریب، نفس امارہ اور بالآخر ابلیس کا

---

۱ تالی کتاب اللہ

۲ الامام الدّالّ علی الہدیٰ

وسواس پیدا کرنے والا جال کہ جس نے عزت الٰہی کی قسم کھا کر انسانوں کو گمراہی و ضلالت تک لے جانے کا عہد کیا ہے۔

دوسری طرف جب ہم آخری زمانے کو روایات کے آئینے میں دیکھتے ہیں تو پیچیدہ آزمائشوں اور امتحانوں کا ایسا سامنا ہوتا ہے جس میں دین کی حفاظت سب سے بڑا مشکل کام نظر آتا ہے، اپنے یقین پر قائم رہنا امام غائب پر اعتقاد رکھنا اتنا ہی مشکل دکھائی دیتا ہے جتنا ہتھیلی پر سرسوں اگانا ایسے میں ایمان عمیق سے زیادہ صبر واستقامت کی ضرورت ہے۔

ایک دوسرا خطرہ بے بند و بار و بے لگام فکر کا رائج ہو جانا ہے جہاں دینی شبہات اور فلسفی نظریات کی رنگا رنگ بازار سجا کر اور اس میں اپنی اپنی دوکان لگا کر شراب کو پانی کی جگہ 'ضلالت کو ہدایت کے مقام پر، کفر و شرک و نفاق کو ایمان خالص کے نام سے بیچ ڈالا جائیگا اسی لئے روایات ایسے لوگوں کو، دین و عقیدے کے لٹیرے، قرار دیتی ہیں۔ واضح رہے کہ اس قسم کی چیزوں کے پیچھے چلنا سوائے حیران و پریشان کرنے اور امواج انحراف میں غرق ہو جانے کے کوئی نتیجہ نہیں دینے والا ہے، البتہ اس راستے سے باہر نکلنے، نجات پانے اور آخری زمانے کے امتحانات میں سربلندی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ان چیزوں میں نہ الجھ کر حقیقت سے وابستہ رہیں کہ یہی کامیابی و کامرانی کا راز ہے۔

اُس یگانۂ روزگار کی اقتدا کے علاوہ راہِ ہدایت کے حصول کا کوئی اور راستہ نہیں اسی لئے ہم آپ کی اور آپ کے پاک و پاکیزہ آباء و اجداد کی احادیث کا فلسفی مکاتب فکر، صوفی مسلک کے سالکان، مدعی عرفان، اور علم کلام کے بیجا دعویداروں کے کلام کے ساتھ مقابلہ نہیں کرسکتے اسی لئے ہم تفسیر قرآن و فہم قرآن کے لئے اقوال ائمہ کو حجت قرار دیتے ہیں جو کہ ہمتائے قرآن ہیں اس لئے کہ غیبت کے اس حرمان نصیبی والے دور

میں کہ جس میں امام تک مستقیماً پہنچنا ممکن نہین ہے پیشوایان دین سے وارد ہونے والی احادیث ہی ہیں جو کہ قرآن کی ہم پلّہ ہیں اور ہماری دسترس میں موجود ہیں جبکہ ان بزرگوار نے ہمیں روایان حدیث کی طرف رجوع ہونے کا حکم دے رکھا ہے۔ کیا صحیح معنوں میں ہم نے کبھی کسی روز ائمہ اطہار علیہم السلام کی کسی ایک روایت پر غور کیا ہے؟

جبکہ ہم ہر روز گھنٹوں اپنے وقت کو اخبارات و مجلّات کے پڑھنے اور فلموں، سریلوں، طنز و مزاح کے پروگراموں کو دیکھنے پر صرف کرڈالتے ہیں اور جو لوگ تہذیب و ادب کے دلدادہ ہیں وہ شعراء و عرفاء کے کلام کو دہراتے رہتے ہیں۔ اس کے اندر تدبر و تعمق کرتے ہیں مگر افسوس کہ صرف ایک روایت معصوم کے پڑھنے سے دور رہتے ہیں جبکہ کلام معصوم نور ہے۔[۱] اور فرمان معصوم کمال معنوی کے رشد کا باعث ہے۔[۲] اور حدیث امام قلب و جان کو زندہ کرتی ہے۔ کیا حیف نہیں ہے کہ اپنی عمر اور اپنے گراں مایہ وقت کو ہم عام لوگوں کی باتوں پر صرف کر ڈالیں اور نوری رہنماؤں کے اقوال سے بے بہرہ رہ جائیں۔

زمانۂ آخر کے ہلاکت بار طوفان میں امام عصر علیہ السلام ہی صرف اور صرف کشتی نجات ہیں[۳]۔ پھر کیا سختیوں مصیبتوں اور فتنوں کے شبخون اور ابلیس اور اس کے سپاہیوں کے حملے کے وقت ہماری چشم امید اس سفینۂ نجات کی طرف متوجہ ہوئی ہے؟ کیا ہماری توجہ و نگاہ اس

---

۱ كَلَامُكُمْ نُوْرٌ

۲ اَمْرُكُمْ رُشْدٌ

۳ الامام سفينة النجاة

وجود مقدس کی طرف اٹھتی ہے؟ صحیح ہے کہ کشتیٔ نجات کی قدر و قیمت وہی جانتا ہے جو غرق ہو رہا ہو اور دریا کی امواج میں موت سے دست و پنجہ نرم کر رہا ہو، آیئے اس عظیم نعمت کی قدر و منزلت کو پہچانیں۔

افسوس کہ ہم میں سے اکثر لوگوں نے اس سفینۂ نجات کے وجود کو فراموش کر دیا ہے ان کو بھول چکے ہیں ہماری آنکھیں ان کے دیدار کی جستجو میں ہیں ہی نہیں ہماری روح و جان کے بال و پر ان کے جمال کی زیارت کے لئے کھلتے ہی نہیں ہر تنکے سے پر امید نجات وابستہ کرتے ہیں مگر اس حقیقی کشتیٔ نجات سے بے پرواہ ہیں جبکہ صرف اور صرف امام عصرؑ ہی محکم[1] پناہگاہ ہیں، فریادرس زمانہ[2] ہیں اور ہر آواز دینے والے کی دستگیری فرماتے ہیں افسوس کہ ہم ان کی طرف توجہ و توسل کرنے سے گریزاں نظر آتے ہیں۔

گر گدا کاهل بود ' تقصیر صاحب خانه چیست؟

اگر مانگنے والا فقیر ہی سست ہو تو صاحب خانہ کی کیا تقصیر ہے؟

دلوں کے اس محبوب سے وابستہ ہو جانے کے بعد ہی زندگی کا لمحہ لمحہ نجات کا ضامن بن سکتا ہے اور یہ اس وقت مرحلۂ حصول میں داخل ہو گا جب ہم پوری طرح آنحضرت کی طرف متوجہ رہیں کیوں کہ جب تک مولا سے رشتہ بر قرار رہے گا تبھی تک ہماری زندگی اور دینداری کی اہمیت رہے گی اور ہم آفات و خطرات سے محفوظ رہیں گے۔

آیئے امام زمان ارواحنا فداہ کے عاشق بن جائیں 'ہر روز و شب میں کچھ لمحے ان

1 الکهف الحصین

2 غیاث المضطرّ المستکین

کے ساتھ خلوت کے لئے نکالیں، تاکہ ہماری زندگی کا قطب نما عالم امکان کے قطب نما کی طرف اشارہ کرتے 'دلوں کو عالم ہستی کے قلب کے ساتھ وابستہ کر دیں۔ یا مہدیؑ کی آواز خون بن کر رگ و پئے میں دوڑائیں اور پھر ہمارے قلب کی ہر دھڑکن العجل یا بقیۃ اللہ کہے۔ چاہے ایک بار ہی کیوں نہ ہو فقط اور فقط محض خود آنحضرتؐ کے لئے نا یہ کہ اپنی حاجت کی بجا آوری کے لئے یہ کریں۔ ہمارے دل سے یہ بات فراموش نہیں ہونی چاہیئے کہ وہ صاحب زبان اور امان زمین ہیں خود کو صاحب خانہ نہ سمجھیں کہ وہ علاوہ بر صاحب زماں، صاحب مکان بھی ہے۔ ہمیں بھولنا نہیں چاہیئے کہ آپ سے دور رہ کر زندگانی موت ہے اور وہ بھی بغیر آپ کی معرفت کے جاہلیت کی موت ہے۔ زندگی کے ہر لمحے کو آپ کی یاد سے زندۂ جاوید بنائیے۔

سلامتی امام زمانؑ کے لئے صدقہ دیجئے 'روزہ رکھئے قربانی کیجئے ہر صلوات کے ساتھ ،و عجل فرجهم ' کہہ کر آپ کے ظہور کی تمنا کیجئے اور ' اهلك اعدائهم ' کہہ کر آپ کے دشمنوں سے بیزاری کا ثبوت دیجئے آپ کی زیارت کے لئے بے تاب رہئے اور آپ کی آمد کے لئے لحظہ لحظہ شمار کیجئے۔

اگر ہمیشہ اپنی ضرورتوں اور رنج و غم کے وقت ان کے آستانے سے متوسل ہوتے چلے آئے ہیں تو ہمیں ان کو اپنی خوشی میں بھی یاد رکھنا چاہیئے، مال و جان و آبرو کو حضرت کے ظہور کے لئے اکٹھا کریں کہ جو اصل میں اکٹھا کرنا یا جمع کرنا نہیں ہے یہ آخرت کا جاودانی سرمایہ ہے۔

اس طرح منتظر رہیں کہ دوسرے ہم سے عطر انتظار کی خوشبو محسوس کریں اپنے خاندان کو صاحب الزمانؑ کی بیمہ پالیسی سے مزیّن کریں: اپنے بچوں کا نام مہدی و

مہدیہ رکھیں، یقین جانیئے کہ 'امام زمانؑ شناسی' اوران سے معنوی و قلبی ارتباط کے ساتھ متمسک رہنا زبان وبیان اور کمپیوٹر کی کلاس سے بھی زیادہ ضروری امر ہے۔

کبھی کبھی خود کو آنحضرت ﷺ کے لئے جمکران لے جائیں بلکہ خود اپنے دلوں میں ایک جمکران قائم کریں اپنے گھروں کو یاد مہدی سے سجائیں، کیوں کہ ہمارے اور امام زمان ارواحنا فداہ کے درمیان مکانی فاصلہ نہیں ہے۔

سید ابن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ 'سید بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ کی داستان اور سید کریم پینہ دوز، پیر مرد قفل ساز، ابوراجح حمّامی، استاد جعفر نعل بندویولی، دختر چینی یہ تمام افراد سب پر حجت تمام کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اہم یہ ہے کہ ہماری ہر حرکت رضائے امام عصرؑ کے لئے ہونا چاہیئے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہم ظہور کی صدا پر کان لگائے رہیں ہمارے گھر کی کال بیل یا مہدیؑ کی آواز آئے ناصرف یہ کہ صرف قنوت ورکوع وسجود میں فرج کیلئے دعا کریں بلکہ اپنی صبح کو لشکر صاحب الزمان ارواحنا فداہ میں شامل ہونے کے اعلان سے شروع کریں اور ہر صبح جمعہ آمادگی کے اظہار کے ساتھ ولیؑ دوراں کے ظہور کی خبر کے امیدوار رہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ امر فرج کی اصلاح ایک لمحے میں ممکن ہے اس لئے کبھی بھی صدائے 'انا بقیۃ اللہ' کائنات میں گونج سکتی ہے عصر جمعہ جب کائنات، امام کے ظہور نہ فرمانے کی بنا پر گریہ کناں ہو تو کیوں نہ ہم بھی تمام کائنات کے ساتھ گریہ کریں؟ غیبت امام عصرؑ ہماری زندگی میں شب دیجور بنکر نہ رہے؟ تحویل سال کے وقت خدا کو اس کی 'مقلب القلوب' کی قسم دیں کہ اس سال میں ہمارے قلوب اور تمام اہل عالم کو بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی جانب متوجہ کر دے اور امام زمانؑ کی توجہات کو بھی ہماری جانب قرار دے تاکہ ہمارے تمام احوال بہترین حالت میں بتدیل ہو جائیں۔

غیبت امام زمانؑ کے اس تاریک روز و شب میں بھی دل دھڑک رہے ہیں سانسیں سینوں میں جاری وساری ہیں ہر جگہ آثار حیات و زندگی پائے جارہے ہیں غرض ہر وہ نعمت جو ہم تک پہنچ رہی ہے اور ہر وہ دستر خوان جس پر بیٹھ کر ہم نعمتوں کے مزے لے رہے ہیں وہ سب کے سب ولی اللہ الاعظم ارواحنا فداہ کے وجود کی برکت کی وجہ سے ہیں۔ جب سارا زمانہ ان کے دستر خوان کا مہمان ہے تو ہمیں اپنے ولی نعمت کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے اور صاحب دستر خوان کو بھولنا نہیں چاہیئے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ قرآن وعترت میں جدائی ممکن نہیں ہے 'کتاب خدا ہم کو امام کی جانب متوجہ کرتی ہے ہم جب قرآن کھولیں' شریک القرآن کو فراموش نہ کریں۔ مدعیان حسبنا کتاب اللہ کے ہم آواز نہ ہوں' تفسیر قرآن کو زمانے کے قرآن ناطق سے سنیں۔

جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوں تو وَاجْعَلْ صَلاتَنَا بِهِ مَقْبُولہ[1] کے فقرے کو ذہن میں رکھیں اور اھدنا الصراط المستقیم کہتے وقت متوجہ رہیں کہ اس زمانے کا صراط مستقیم آپ کا وجود مقدس ہے۔

اگر ہم حج خانۂ خدا سے مشرف ہوں تو قبلۂ باطن کو نہ بھول جائیں حج حقیقی، امامؑ کے گرد طواف کا نام ہے، بہترین مصداق 'امر بالمعروف' معاشرے کو امام عصرؑ کی طرف متوجہ کرنا اور 'منکر' اپنے محبوب سے غفلت برتنے سے بڑھ کر نہیں ہے۔

پیغمبر اکرم ﷺ خطبہ غدیر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

---

١ مفاتیح الجنان، دعائے ندبہ (پروردگار ہماری نمازوں کو امام عصرؑ کے وسیلے سے مقبول قرار دے۔)

اے لوگو! خداوند کا صراط مستقیم میں ہوں کہ جس کی پیروی کا حکم خدا نے دیا ہے اور میرے بعد علی ہیں اور ان کے بعد ان کی نسل سے ان کے فرزند ہیں۔۱

اپنے فرزندوں کی تربیت آپ کی محبت سے استوار کریں اور ان کے دل و جان کو آنحضرت کے الطاف و کرم کے نور سے جلا بخشیں اور ان کے قلب کو آنحضرت کے عشق و محبت سے شعلہ ور کریں تا کہ وہ اس طرح کا امام پا کر فخر محسوس کریں ناز کریں کہ ہم نے ایسا کرامتوں والا آقا پایا ہے۔

ہماری زندگی کا راستہ عمل صالح کی انجام آوری اور خدا و امام عصر علیہ السلام کی رضایت کو حاصل کرنے میں بسر ہونا چاہیئے جب ایسا ہو جائے گا تو یقین جانیئے کہ ہمیں امام کی جستجو کرنے اور تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی حضرت خود ہم کو اپنی خدمت میں بلا لیں گے یا ہمارے حق میں دعا کریں گے اور شر و فتنہ و فساد کو ہم سے اور ہمارے خانوادے اور ہمارے دوستوں سے دور رکھیں گے اور ہم کو اپنی خاص عنایات میں شامل فرمالیں گے۔

حقیقت و اساس دین ولایت ہے 'نماز، روزہ، حج وغیرہ فروع دین ہیں، شاخیں ہمیں اصل درخت سے غافل نہیں کر سکتیں نہ ہی چھلکے مغز سے دور کر سکتے ہیں اس زمانے میں شاہراہِ ہدایت اور کشتیٔ نجات وجود مقدس حجۃ ابن الحسن علیہما السلام ہیں مگر یاد رہے کہ ولایت مہدی علیہ السلام کا دعوی بغیر ان کے دشمنوں سے برأت کے بے اساس ہے۔

===○===○===○===

۱ تفسیر برہان ۴؍۷-۱

اثرات دعاء

جس وقت کچھ لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ! ظہور حضرت مہدی علیہ السلام کے لئے دعا کیجیئے تو کہنے لگتے ہیں کہ جس وقت خدا چاہے گا امام کا ظہور ہو جائے گا ایک دوسرا گروہ بھی اظہار ناامیدی کرتے ہوئے کہنے لگتا ہے۔ اتنی جلدی امام تھوڑے ہی آئیں گے: تو ایسے لوگوں سے ہم کہیں گے:

روایات کی بنیاد پر ائمہ اطہار علیہم السلام نے بارہا شیعوں کو ظہور کے لئے دعا کرتے رہنے پر تاکید فرمائی ہے اور لوگوں کی دعا کو ظہور کے لئے کاملاً مؤثر قرار ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام ظہور کے لئے دعا کرتے رہنے اور ظہور کی دعا کے اثرات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:-

جب بنی اسرائیل پر عذاب و سختی بڑھتی چلی گئی تو انہوں نے چالیس دنوں تک درگاہ خداوندی میں گریہ وزاری کیا اس لئے خداوند تعالیٰ نے موسیٰ وہارون علیہما السلام پر وحی کی کہ ان کو دست فرعون سے نجات فراہم کریں جبکہ چار سو سال پورے ہونے میں ایک سو ستر سال سے صرف نظر کر لیا۔

پھر اس کے بعد امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اگر تم سب شیعہ بھی اسی طرح تضرّع وزاری کرو تو خداوند ہمارے لئے بھی آسانیاں فراہم کر دے گا لیکن اگر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے تو

جب ظہور کا آخری لمحہ ختم ہونے والا ہو گا تبھی آسانیاں فراہم ہونگی۔[۱]

سید محمد تقی موسوی اصفہانی رحمۃ اللہ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

جو کچھ بھی روایات سے حاصل ہوتا ہے اس کا ظاہر یہ ہے کہ ظہور امام زمان علیہ السلام امور بدائیہ میں سے ہے کہ جس میں پس و پیش کا امکان پایا جائے گا۔[۲]

سید محمد تقی موسوی اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ اور ارشاد فرماتے ہیں۔

ادریس پیغمبر بھی جب طغیانی حکومت کے سوء قصد سے پریشان ہو گئے تو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ان کی غَیبت کے دوران ان کے پیرو نہایت تکلیف میں زندگی بسر کرنے لگے جس کی وجہ سے انہوں نے پیش پروردگار توبہ کیا اور جناب ادریس علیہ السلام کی مدد کا سچے دل سے عہد کیا یہ توبہ وپشیمانی دیکھ کر پروردگار نے جناب ادریس علیہ السلام کی غیبت کا دور ختم کر دیا اور پھر ادریس علیہ السلام تشریف لائے اور ان کے مقابلے میں آئے ہوئے حاکم ستمگر کو ذلت کا منہ دیکھنا پڑا اور لوگ ان کے اطاعت گزار ہو گئے۔

اسی طرح اگر اس دور غیبت میں زندگی بسر کرنے والے لوگ بھی ایک ساتھ ملکر توبہ کریں اور امام کی مدد کا عہد کریں تو امید قوی ہے کہ خداوند

---

۱ بحارالانوار، ۵۲:۵۲

۲ ترجمۂ مکیال المکارم:۷-۳۴۴-۱

غیبت کے دورانیئے کو ختم کر کے آپ کو ظاہر فرمادے گا۔[۱]

مرحوم فقیہ ایمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بہت ساری دعاؤں اور زیارات کے فقروں نیز روایات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا امر پروردگار کا حتمی اور نہ بدلنے والا وعدہ ہے لیکن اس وعدے کے پورا ہونے کا زمانہ امور بدائیہ میں سے ہے جو کہ قابل تعجیل و تاخیر ہے اور بعض اخبار سے یہ بھی ثابت ہے کہ مؤمنین کی دعا اگر تمام آداب و شرائط کے ساتھ ہے تو وہ حتمی طور پر ظہور کی آسانیوں میں مؤثر ہے۔[۲]

ظہور کی دعا کے لئے ائمہ علیہم السلام کی ترغیب اس بات کو واضح کرتی ہے کہ ظہور کا ایک زمانہ معین ہے مگر وہ قابل تغیر بھی ہے یہ بات بالکل درست ہے کہ غیبت اسرار الٰہی میں سے ہے اور یقینی و قطعی طور پر ظہور کا ایک معین وقت بھی ہے مگر یہ بات بہر طور ممکن ہے کہ زمانۂ ظہور جلد آجائے یا دیر ہوتی چلی جائے اور یہ اعتقاد شیعوں کے اصولی نظریئے۔ 'بداء'[۳] کے برخلاف بھی نہیں ہے۔

---

۱ ترجمہ مکیال المکارم:۷-۳۴۴-۱

۲ شیوۂ یاری قائم آل محمد علیہم السلام - ۷۵

۳ لغت میں بداء کے معنٰی ظاہر اور آشکار ہونے کے ہیں اور اصطلاح اہل تشیع میں ہے کہ تقدیر جو لکھی گئی تھی اسکا بدل جانا۔ اور بداء پر اعتقاد رکھنا یہ دو حقیقت پر تاکید کرتا ہے (ا) خداوند عالم

مرحوم علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ دعا سے متعلق روایات کی شرح کرتے ہوئے حضرت امام صادق علیہ السلام کی اس فرمائش تک پہنچے کہ:

دعا کرو اور یہ نہ کہو کہ اب تو وقت گذر گیا اور جو کچھ بھی مقدر میں ہے وہی ہوگا۔۱

اس کی توضیح میں علامہ فرماتے ہیں:

بداء پر ایمان رکھنا چاہیئے کیونکہ خداوند سبحان ہر روز کے امور پر قادر ہے اس لئے جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے ثبت کر دیتا ہے اس لئے قضا و قدر مانع دعا نہیں ہیں کیونکہ لوح میں تغیر ممکن ہے ان سب کے علاوہ دعا خود بھی اسباب قضا و قدر میں سے ہے اسی لئے دعا کا حکم بھی وہی ہے۔۲

اس کے برعکس مطلب بھی صادق ہے کہ اگر لوگ اپنے امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کے طولانی ہونے اور مسائل غیبت سے بے توجہی کریں گے اور یک دل و یک زبان ہو کر ان کے ظہور کی خواہش ظاہر نہیں کریں گے تو خداوند آنحضرت علیہ السلام کے ظہور کو آخری وقت پر ہی عیاں کریگا البتہ یہ آخری وقت بھی ممکن ہے کہ کبھی بھی آجائے اس لئے ہم

قادر و مطلق ہے مقدرات کے بدلنے پر مجبور نہیں ہے۔(۲) انسان بھی مقدرات کی وجہ سے مجبور نہیں ہے بلکہ سعادت کا راستہ کھلا ہوا ہے وہ اچھے اعمال کر کے اپنی تقدیر بدل سکتا ہے۔

۱ اصول کافی: ۴۶۶-۲، (کتاب الدعا باب فضل الدعا ح۳)

۲ ترجمہ و شرح اصول کافی ۴ - ۲۱

کسی بھی موقع پر اس کے مجاز نہیں کہ ان کے ظہور کے لئے وقت کا تعین کر دیں اسی لئے وقت کے معین کرنے والوں کی مذمت و تکذیب کی گئی ہے مگر اس کے علاوہ بہت سی روایات ہیں جو مؤمنین کو زمانۂ ظہور کی نزدیکی کا پتہ دیتی ہیں اور ظہور کی دعاء سے غافل نہ رہنے کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

ہر صبح و شام ظہور کے منتظر رہو۔۱

امام رضا علیہ السلام بھی ارشاد فرماتے ہیں:

اس کے علاوہ نہیں ہے کہ (امر فرج، قیامت کی طرح) بطور ناگہانی تمہارے سامنے ظاہر ہو جائے۔۲

حضرت جواد الائمہ علیہ السلام بھی ارشاد فرماتے ہیں:

شذ یقیناً خداوند متعال ان کے ظہور کے امر کی اصلاح ایک شب میں فرمادے گا۔۳

ہم اس بات کے پابند ہیں کہ ظہور کو نزدیک جانیں جیسا کہ ہم قرآن کریم کی تاسی کرتے ہوئے دعائے عہد میں پڑھتے ہیں:

---

۱ بحار الانوار: ۱۸۵-۵۲

۲ کمال الدین ۲: ۳۷۳-۳، باب ۳۵ ح ۶

۳ کمال الدین ۲: ۳۷۷، باب ۳۶ ح ۱

ان کے ظہور میں جلدی فرما کہ وہ لوگ اس کو دور گمان کرتے ہیں اور ہم اس کو نزدیک جانتے ہیں۔

ایک دور میں بحرین کے شیعوں پر ایک عجیب اضطراب و پریشانی کا وقت آن پڑا جس کی بنا پر وہاں کے شیعوں نے اس سرزمین کے ناصبی حاکم سے تین دنوں کی مہلت مانگی تا کہ امام عصر ارواحنا فداہ سے توسل کر کے اپنی مشکل کا حل دریافت کر سکیں، پہلی اور دوسری رات تک شیعوں کے نمائندے کوئی نتیجہ حاصل نہ کر سکے' تیسری رات کی سحر کو محمد بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو امام علیہ السلام کے محضر مبارک میں باریابی کی توفیق عنایت ہوئی جس میں آنحضرت نے انار کے معمے اور وزیر کے حیلے کی تشریح فرمائی۔

اس واقعہ کا ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ جب محمد بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مہدی ارواحنا فداہ سے سوال کیا کہ آپ نے پہلی اور دوسری راتوں میں ہم پر کرم کیوں نہیں فرمایا تو امام علیہ السلام نے جواب ارشاد فرمایا:

اگر تم نے ایک ہی شب کی مہلت لی ہوتی تو اسی شب میں اپنے مقصود تک پہنچ جاتے۔[1]

بیشک آپ محافظ و پناہگاہ ہیں، غوث و فریاد رس ہیں مفرّج الکرب اور غم و آلام کو دور کرنے والے ہیں مزیل الھمّ و الألم ہیں' کاشف البلویٰ اور مصیبتوں کے دور کرنے والے ہیں۔

کوئی بھی پناہگاہ ان سے زیادہ محکم نہیں ہے، نہ ہی کوئی فریاد رس ان سے زیادہ دل

۱ دار السلام عراقی ۹۲

سوز و مہربان ہے اور نہ ہی کوئی مشکل کشاء ان سے زیادہ طاقتور ہے نہ ہی کوئی ہاتھ ان سے زیادہ کریم اور بخشش کرنے والا ہے آیئے ہم سب مل کر خداوند کی بارگاہ میں عرض کریں۔

وَ اَبْدِلْهُ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهٖ اَمْنًا۔[1]

یوسف زہرا علیہا السلام ایک ہزار ایک سو سڑسٹھ سال سے ایک ایسے زندان میں ہیں جو شیعوں کی غفلت' بشر کی معصیت اور گمراہیوں کے جہل و انکار و الحاد' ہوا پرستی' جاہ طلبی اور دنیا کے طاغوتیت کی گردن کشی سے تعمیر ہوا ہے کہ جس زندان کے قفل کی کلید خود ہمارے اور آپ کی ہاتھوں میں ہے' آیئے باہم ملکر ظہور کے لئے دعا کریں:

بارالہا! اہلبیت علیہم السلام کے درمیان زینب کبریٰ علیہا السلام کی طرح کوئی اور مضطر ہم نے محرم کی گیارہویں رات کے آئینے میں دیکھا ہی نہیں تجھ کو امام عصر ارواحنا فداہ کی عمہ مظلومہ کی شام غریباں میں سید السّاجدین کے گرد طواف کرنے کا واسطہ، جلے ہوئے خیموں کے قریب بی بی کے ہرولہ اور نہر علقمہ تک کی ان کی سعی کا واسطہ، ان یتیموں کے نالہ و شیون کا واسطہ جو دشمنوں کے تازیانوں کی ضربتیں کھا کر اپنی پھوپھی کے دامن میں پناہ لینے کے لئے دوڑ پڑتے تھے ۶۱ھ کی عاشور کے بعد آنے والی شب میں زینب علیہا السلام کی بیٹھ کر پڑھی جانے والی نماز شب کا واسطہ، اور آپ کے رسن بستہ ہاتھوں اور زخمی پیشانی کا واسطہ منتقم آل عبا کے ظہور میں تعجیل

۱ بحارالانوار ۸۹:۲۵۱

فرما۔

اے پروردگار! یعقوب چالیس سال تک اپنے فرزند کے فراق میں گریہ کناں رہے یہاں تک کہ آنکھیں سفید ہوگئیں لیکن آخرکار انہیں جب یوسف کے جمال دل آراء کا دیدار ہوا تو بینائی واپس مل گئی اے معبود! نہ ہمارے پاس یعقوب جیسی معرفت ہے اور نہ ہی ان کے جیسی محبت، ہماری غفلت سے در گذر فرما تجھے مولا کی مادر گرامی قدر حضرت زہراء علیہا السلام کا واسطہ، یوسف زہرا علیہ السلام کو زندان غیبت سے رہائی عنایت فرما۔

خداوندا! زمانۂ غیبت کے طولانی ہونے کی وجہ سے اور ہمارے مولا سے بے خبر رہنے کی بنا پر ہم سے یقین کو سلب نہ کرنا اور ان کی یاد، ان کے انتظار، اور ان پر ایمان، ان کے ظہور پر یقین انکے حق میں دعا کرنے، ان پر درود و سلام بھیجنے کی توفیقات کو ہم سے واپس نہ لے لینا۔[1]

یا من یُعِزُّ مَنْ یَشاء!

امام زمان علیہ السلام کے قیام سے اہلبیت علیہم السلام اور سچے شیعوں اور مؤمنین کی عزت ولاج رکھنا۔

یا من یُذِلُّ مَنْ یَشاء!

ظہور کا فرمان صادر کرکے کافروں اور منافقوں کی ذلت وخواری کو آشکار

۱ مفاتیح الجنان (زیارت صاحب الامر علیہ السلام) اللّٰھم لا تَسْلُبنا الیقین لطول الأمد.

فرما۔

پروردگارا! ہماری بدی کی طرف نگاہ نہ کر، تجھ کو تیرے اسم اعظم کا واسطہ، تیرے قرآن کی آیتوں کا واسطہ تجھ کو ناطق قرآنوں کا واسطہ اسی وقت امام زمان ارواحنا فداہ کے ظہور کا حکم صادر فرمادے۔

اے سننے والوں میں سب سے زیادہ سننے والے! ہماری دعاؤں کو قبول فرمالے اور باقی ماندۂ غیبت کو حرمت محمد و آل محمد علیہم السلام کے صدقے میں ختم کردے اور 'انا بقیة اللہ' کی خوبصورت آواز کو کائنات کے گوشہ گوشہ میں نغمہ بار کردے۔

والسلام

سید لیاقت علی

نوٹ